سلسلہ : رسائلِ فتاویٰ رضویہ

جلد: ساتویں

رسالہ نمبر 1

(چار جوابوں کے مقابلہ میں پرویا ہوا ہار)

(مولوی اشرف علی تھانوی کے چار ۴ فتووں کا ردِ بلیغ)

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

القِلَادَۃُ الْمُرَصَّعَۃُ فِیْ نَحْرِ الْاَجْوِبَۃِ الْاَرْبَعَۃِ ۱۳۱۲ھ

(چار جوابوں کے مقابلہ میں پرویا ہوا ہار)

(مولوی اشرف علی تھانوی کے چار ۴ فتووں کا رَدِّ بلیغ)

مسئلہ ۸۶۲ : ازکان پور بازار میدہ دکان نور بخش و محمد سلیم مرسلہ مولوی محمد شفیع الدین صاحب نگینوی تلمیذ مولوی احمد حسن صاحب کانپوری ۱۶صفر ۱۳۱۲ھ

بخدمت مجمع کمالات عقلیہ ونقلیہ جناب احمد رضاخاں صاحب دامت افضالہم السلام علیکم، ایک استفتا خدمت شریف میں ارسال ہے پہلا جواب مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا تھا دوسرا جواب مولوی قاسم علی مراد آبادی نے لکھا ہے چونکہ دونوں جوابوں میں تخالف ہے لہذا ارسال خدمت شریف میں کیا گیا ہے جو جواب صحیح ہو اس کو مہر ودستخط سے مزین فرمائیں، اگر دونوں جواب خلاف تحقیق ہیں تو جناب علیحدہ جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں ما جوابکم ایھا العلماء رحمکم اللہ تعالٰی (اے علماء رحمکم اللہ تعالٰی ! تمہارا جواب اس سلسلہ میں کیا ہے؟۔ت) ان مسئلوں میں کہ :

(۱) ایک شخص اپنے ایک پیر سے معذور ہے چونکہ اس کو شب کو دوبارہ مسجد میں آنے سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ شخص مسجد میں قبل اذان وجماعت کے اپنی نماز عشاء ہمراہ ایک شخص کے اقامت کہہ کر پڑھ لیتا ہے پس شخص مذکور کو جماعت کا ثواب ہوگا یانہ۔ اور جو جماعت مع اذان کے بعد کو ہوگی اس میں کچھ کراہت ہوگی یانہ ؟

(۲) ہمراہ شخص مذکور کے جو نماز پڑھتا ہے تو بعد والی جماعت بسبب فوت ہونے تہجد کے ترک کرتا ہے جائز ہے یانہ؟

(۳) ایک شخص ہمیشہ قیلولہ اس طرح کرتا ہے کہ اس کی ظہر کی جماعت اولٰی ترک ہوجاتی ہے اور عذر اس کا خوف فوت تہجد ہے جائز ہے یانہ؟

(۴) چند شخصوں کو کوئی ضرورت درپیش ہے وہ چند شخص قبل اذان وجماعت اپنی نماز جماعت سے مسجد میں پڑھیں جائز ہے یانہ؟ **بینوا توجروا**

جواب کان پور:

جواب سوال اول: نفس جماعت کاثواب ملے گا مگر جماعت اولٰی کی فضیلت سے محروم رہے گا، جماعت اولٰی وہی ہوگی جواذان واقامت سے اس کے بعد ہوگی اور اس میں کچھ کراہت نہیں ہے۔

جواب سوال دوم: خوف فوت تہجد ترک جماعت اولٰی میں عذر نہیں ہے۔

جواب سوال سوم: یہ عذر ترک جماعت ظہر نہیں ہوسکتا۔

جواب سوال چہارم: ضرورت شدیدہ میں ترک جماعت اولٰی جائز ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم** کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

اشرف ۱۳۰۰ علی از گروہ اولیا

جواب مرادآباد:

جواب سوال اول: کایہ ہے کہ شخص مندرجہ سوال کاجماعت کرنا مکروہ تحریمہ ہے ثواب جماعت اصلًا نہ ہوگا اس لئے کہ اولًا تومعذور ہے جماعت ساقط ہے بلکہ بلاجماعت امید حصول ثواب بوجہ معذوری کے ہے۔

کما فی الھندیۃ وتسقط الجماعۃ بالاعذار حتی لاتجب علی المریض والمقعد والزمن ومقطوع الید والرجل من خلاف والمفلوج الذی لایستطیع المشی و الشیخ الکبیر العاجز اوکان قیما لمریض اویخاف ضیاع مالہ[1] **انتھی ملخصا۔**	جیسا کہ ہندیہ میں ہے عذر کی وجہ سے جماعت ساقط ہوجاتی ہے حتی کہ مریض، بیٹھ کر چلنے والے، لُولے اور جس کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت کٹے ہوئے ہوں، ایسا فالج زدہ جو چلنے کی طاقت نہ رکھتاہو، نہایت ہی عاجز بوڑھا یاوہ شخص کسی بیمار کانگہبان ہو یااسے اپنے مال کے ضیاع کاخطرہ ہو مذکور سب افراد پر جماعت واجب نہیں ہے **انتھی ملخصا** (ت)

ومع ھذا (اور اس کے باوجود۔ت) اس شخص کابغیر اذان واقامت کے جماعت کرنا علی الخصوص ایسے شخص کے ساتھ کہ وہ شرعًا معذور نہیں ہے موجب کراہت تحریمہ کاہے۔ چنانچہ فتاوٰی عالمگیری میں

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی الجماعۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۸۳

لکھا ہے:

ویکرہ اداء المکتوبۃ بالجماعۃ فی المسجد بغیر اذان واقامۃ[2]۔	مسجد میں فرض نماز بغیر اذان و قامت با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔ (ت)

ونیز درانست (نیز اسی میں ہے۔ت)

الاذان سنۃ لاداء المکتوبۃ بالجماعۃ وقیل انہ واجب، الصحیح انہ سنۃ مؤکدۃ[3]۔	باجماعت فرض نماز کی ادائیگی کے لئے اذان سنت ہے اور بعض نے اسے واجب کہا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ (ت)

پس حصول ثواب نفس جماعت کہاں بلکہ بوجہ ترک سنّت مؤکدہ کے موجب معصیت ہے۔

کماقال العلامۃ الشامی صرح العلامۃ ابن نجیم فی رسالتہ المؤلفۃ فی بیان المعاصی بان کل مکروہ تحریما من الصغائر[4] وصرح ایضا بانھم شرطوا لاسقاط العدالۃ بالصغیرۃ الادمان[5] علیھا۔	جیسا کہ علامہ شامی نے فرمایا علامہ ابن نجیم نے اپنے اس رسالہ میں جو انہوں نے بیان معاصی میں تحریر کیا ہے فرمایا: ہر مکروہ تحریمی صغائر میں سے ہے، اور یہ بھی صرح کی ہے کہ اہل علم نے صغیرہ کے سبب اسقاط عدالت کے لئے اس پر ہیشگی کو شرط قرار دیا ہے۔ (ت)

اور جو جماعت بعد کو مع اذان ہو گی وہ بلا کراہت ہو گی کمامر (جیسا کہ گزرا۔ت) فقط

جواب سوال دویم: کا یہ ہے کہ جواب سوال اول سے بخوبی مبرہن ہو گیا کہ شرعًا یہ جماعت مکروہ تحریمہ ہے پس دوسرے شخص کا اس معذور کے ساتھ قبل اذان کے بخوف فوت نماز تہجد کے نماز پڑھنا ترک کرنا جماعت کا ہے اور ترک جماعت کہ سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے واسطے ادائے صلٰوۃ تہجد کے کہ مستحب ہے درست نہیں اس واسطے کہ ترک سنت معصیت ہے برخلاف امر مندوب کہ وہ معصیت نہیں، در مختار میں لکھا ہے:

ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ	سفر پر جانے اور اس سے واپسی پر دو[۲] رکعت اور

---

[2] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی صفۃ واحوال المؤذن مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۴

[3] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی صفۃ واحوال المؤذن مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۳

[4] ردالمحتار مطلب لمکروہ تجزی من الصفائر الخ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۳۳۷

[5] ردالمحتار مطلب لمکروہ تجزی من الصفائر الخ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۳۳۷

وصلوۃ اللیل[6]۔	رات کی نماز مندوبات سے ہے۔(ت)

علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

قال فی البحر الذی یظھر من کلام اھل المذہب ان الاثم منوط بترك الواجب اوالسنۃ المؤکدۃ علی الصحیح لتصریحھم بان من ترك سنن الصلوات لخمس قیل لایأثم والصحیح انہ یأثم وتصریحھم بالاثم لمن ترك الجماعۃ مع انھا سنۃ مؤکدۃ علی الصحیح[7]۔ فقط	بحر میں ہے کہ اہل مذہب کے کلام سے یہ ظاہر ہورہاہے کہ صحیح مذہب پر گناہ تب ہوگا جب ترک واجب یاترک سنت سنت مؤکدہ ہو کیونکہ علماء کی تصریح ہے جو شخص صلوات خمسہ کی سنن ترک کردے ایک قول کے مطابق گنہگار نہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ گنہگار ہوگا اور اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ جماعت کاترک گناہ ہے حالانکہ وہ صحیح قول کے مطابق سنت مؤکدہ ہے۔(ت)

جواب سوال سوم: بہتر یہ ہے کہ بخوف فوت تہجد کے اس قدر قیلولہ نہ کرے کہ جو موجب ترک فضیلت جماعت اولیٰ کاہووے ولہٰذا اگر کرے تو جائز ہے بشرطیکہ جماعت ترک نہ ہوجائے کہ جماعت ثانیہ ہووے اس لئے کہ ہمارے اساتذہ رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک قول محقق یہی ہے کہ جماعت ثانیہ بلاکراہت درست ہے اور مساوی ہے ثواب میں نفس جماعت اولیٰ کے، اور جماعت اولیٰ، اولیٰ ہے، چنانچہ میرے استاد کامل ومحدث والد ماجد قدس سرہ، کااثبات جماعت ثانیہ کے بارہ میں ایک رسالہ مبسوط ہے من شاء فلیطلع علیھا (جو شخص تفصیل چاہے اس کا مطالعہ کرے۔ت) بناءً علیہ واسطے ادائے نماز تہجد کے کہ اعلیٰ درجہ کی مستحب ہے اس قدر قیلولہ کرنا کہ جس سے جماعت اولیٰ ترک ہوجائے نہ مطلق جماعت بلاشبہ جائز ہے اس لئے کہ فضیلت جماعت کی مساوی فضیلت تہجد کے نہیں ہے بلکہ کمتر ہے من شاء فلیطالع الاحادیث المرویۃ فی ھذاالباب من الصحاح والحسان (جو شخص تفصیل چاہتا ہے وہ ان احادیث صحیحہ اور حسان کا مطالعہ کرے جو اس مسئلہ کے بارے میں مروی ہیں۔ت) فقط۔

جواب سوال چہارم: بحالت عذر شرعی کے بھی قبل اذان کے مسجد میں جماعت کرنا اشخاص مندرجہ سوال کا درست نہیں مکروہ ہے البتہ بعد اذان کے درست ہے

کما فی الھندیۃ ویکرہ اداء المکتوبۃ بالجماعۃ فی المسجد بغیر اذان واقامۃ[8]۔	جیسا کہ ہندیہ میں ہے مسجد میں اذان واقامت کے بغیر فرض نماز کی جماعت مکروہ ہے۔(ت)

[6] درمختار، باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۹۶/۱

[7] ردالمحتار مطلب فی السنۃ وتعریفھا مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۷۷/۱

[8] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی صفتہ واحوال المؤذن مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵۴/۱

یہی حکم صور مسؤلہ کا کہ تحریر ہوا واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط حررہ العبد المفتقر الی اللہ الغنی محمد قاسم علی عفی عنہ

قاسم علی خلف ۱۲۹۶ مولٰنا محمد عالم	الجواب الصحیح والمجیب نجیح بینظیر من ۱۳۰۱ھ شگفتہ محمد گل

الجواب:

اللھم ھدایة الحق والصواب

(اے اللہ! حق اور صواب کی ہدایت عطا فرما)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o الحمدللہ الذی یدہ علی الجماعة والصلٰوة والسلام علی صاحب الشفاعة واٰلہ وصحبہ اولی البراعة وسائر اھل السنة والجماعة۔	شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحمت والا اور مہربان ہے، تمام تعریف اللہ تعالٰی کے لئے جس کا مبارک ہاتھ جماعت پر ہے اور صلٰوۃ وسلام اس ذات اقدس پر ہو جو صاحب شفاعت ہے اور آپ کی آل اور اصحاب پر جو صاحب فضیلت ہیں، اور تمام اہل سنت وجماعت پر۔ (ت)

جواب سوال اوّل وچہارم: ہاں فعل مذکور مکروہ ومحظور ہے نہ اس وجہ سے کہ معذور سے جماعت ساقط یا اسے بے جماعت ثواب ثابت کہ: **اولاً** ساقط وجوب ہے نہ جواز بلکہ جماعت افضل اور عزیمت،

وفی ردالمحتار قولہ من غیر حرج قید لکونھا سنّة مؤکدة اوواجبة فبالحرج یرتفع الاثم ویرخص فی ترکھا ولکنہ یفوتہ الافضل[9] الخ۔	ردالمحتار میں ہے کہ ماتن کا قول من غیر حرج قید ہے اس بات کی کہ جماعت سنت مؤکدہ یاواجب ہے اور حرج کی وجہ سے گناہ ختم، اور جماعت کے ترک میں رخصت ہوگی البتہ وہ افضل کو فوت کردے گا الخ (ت)

ثانیاً نہ بے جماعت ثواب مانع جماعت فشتان مابین الحکم والحقیقة (حکم اور حقیقت میں نہایت ہی فرق ہے۔ ت) سورۂ اخلاص ثلث قرآن عظیم کے برابر ہے کیا تین بار اسے پڑھنے والا ختم قرآن سے ممنوع ہوگا (نماز مع) جماعت عشاء قیام نصف شب اور مع جماعت فجر قیام تمام لیل کے مساوی ہے کیا یہ نمازیں جماعت سے پڑھنے والا احیائے لیل سے باز رکھا جائے گا، شرع میں اس کی نظائر ہزار دو ہزار ہیں۔

[9] ردالمحتار مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۴۱۰

فی الحدیث المتواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قل ھواللہ احد تعدل ثلث القرآن[10] اخرجہ مالك واحمد و البخاری و ابو داؤد و نسائی عن ابی سعید الخدری و البخاری عن قتادۃ بن النعمان و احمد ومسلم عن ابی الدرداء ومالك واحمد ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ و الحاکم عن ابی ہریرۃ واحمد والترمذی وحسنہ والنسائی عن ابی ہریرۃ واحمد والترمذی وحسنہ والنسائی عن ابی ایوب الانصاری واحمد والنسائی والضیاء فی المختارۃ عن ابی بن کعب والترمذی وحسنہ عن انس بن مالك واحمد وابن ماجۃ عن ابی مسعود البدری،وفی الباب عن عــہ۱ عبداللہ بن مسعود وعبداللہ عــہ۲ بن عمرو ومعاذ عــہ۳ بن جبل و جابر عــہ۴ بن عبداللہ وعبداللہ عــہ۵ بن عباس و ام عــہ۶ کلثوم بنت عقبۃ وغیرھم عــہ۷	نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متواتر روایت میں ہے سورہ اخلاص "قل ھو اللہ احد" کی تلاوت قرآن کی تہائی کے برابر ہے۔اسے امام مالک، احمد، بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے؛ بخاری نے قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے؛ مالک، احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے؛ احمد و ترمذی اور انہوں نے اس روایت کو حسن قرار دیا؛ اور نسائی نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے؛ احمد، نسائی اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے؛ ترمذی نے اسے حسن قرار دیتے ہوئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے؛ احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو،

عــہ۱ رواہ عنہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲ منہ
(اس کو ان سے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ت)

عــہ۲ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم وابونعیم فی الحلیۃ ۱۲منہ
اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور حاکم نے اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔(ت)

عــہ۳ الطبرانی فی الکبیر ۱۲منہ
(اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ت)

عــہ۴ البزار ۱۲ منہ
(اس کو بزار نے روایت کیا ہے۔ت)

عــہ۵ ابوعبیدہ ۱۲منہ
(اس کو ابوعبیدہ نے روایت کیا ہے۔ت)

عــہ۶ الامام احمد ۱۲منہ
(اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ت)

عــہ۷ رواہ البیہقی فی السنن عن رجاء الغنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ فھؤلاء خمسۃ عشر صحابیا ۱۲منہ
اس کو بیہقی نے سنن کبرٰی میں رجاء غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے یہ پندرہ کے پندرہ صحابی ہیں (للذا حدیث متواتر ہوئی) ۱۲منہ غفرلہ

---

[10] صحیح البخاری باب فضل قل ھواللہ احد مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۵۰

رضی اللہ تعالٰی عنھم ۔ مالك واحمد ومسلم عن امیر المؤمنین عثمٰن الغنی رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من صلی العشاء فی جماعۃ فکانما قام نصف اللیل ومن صلی الصبح فی جماعۃ فکانما صلی اللیل کله[11]۔	معاذ بن جبل ، جابر بن عبداللہ ، عبداللہ بن عباس، ام کلثوم بنت عقبہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے بھی روایات مروی ہیں۔ مالک، احمد اور مسلم نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے تمام رات قیام کیا (ت)

ثالثاً نہ ایسی حالت میں بے ادائے جماعت ثواب جماعت ملنا ثابت۔

قال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر و العلامۃ ابراھیم الحلبی فی الغنیۃ فی مسألۃ الاعمی وقول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم له ماأجدلك رخصۃ معناہ لااجد لك رخصۃ تحصل لك فضیلۃ الجماعۃ من غیرحضورھا لاالایجاب علی الاعمی لانہ علیہ الصلٰوۃ والسلام رخص لعتبان بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ علی مافی الصحیحین[12]۔ **تنبیہ اقول:** استشھادنا انما ھو بھما افادامن عدم حصول الفضیلۃ ولوللمعذور بدون الحضور وفیہ	محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اور علامہ ابراہیم حلبی نے غنیہ میں مسئلہ اعمٰی کے تحت یہ لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نابینا کو فرمانا کہ "میں تیرے لئے رخصت نہیں پاتا" اس کا معنی یہ ہے کہ میں تیرے لئے جماعت کی فضیلت وثواب بغیر حاضری جماعت کے نہیں پاتا اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ نے حاضری جماعت کے نابینا پر لازم فرمائی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے دوسرے صحابی عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اسی عذر کی بنا پر جماعت سے رخصت عنایت فرمائی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں موجود ہے (ت) **تنبیہ اقول:** (میں کہتا ہوں) ہمارا استشہاد ودلیل ان دونوں بزرگوں کے اس افادہ سے ہے کہ فضیلت جماعت حاضری کے بغیر حاصل نہ ہوگی

[11] صحیح مسلم باب فضل صلٰوۃ الجماعۃ الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱/ ۲۳۲
[12] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی ص ۵۱۰

ایضاً تفصیل یعلم بالرجوع الی المراقی وغیرھا اماکون معنی الحدیث ھذا فعندی محل نظر یعرفہ من جمع طرق الحدیث ففی صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ قال اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رجل اعمی فقال یارسول اللہ انہ لیس لی قائدیقودنی الی المسجد فسأل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یرخص لہ فیصلی فی بیتہ فرخص فلما ولی دعاہ فقال ھل تسمع النداء بالصلاۃ فقال نعم قال فاجب[13] واخرجہ السراج فی مسندہ مبینافقال اتی ابن ام مکتوم الاعمی[14] الحدیث وعند الحاکم عن ابن ام مکتوم قلت یارسول اللہ ان المدینۃ کثیرۃ الھوام والسباع قال اتسمع حی علی الصلٰوۃ حی علی الفلاح قال نعم فحی ھلا[15] وعند احمد وابن خزیمۃ	خواہ وہ شخص معذور ہی کیوں نہ ہو، اور اس میں بھی تفصیل ہے جس کے جاننے کیلئے مراقی وغیرہ کی طرف رجوع ضروری ہے، باقی حدیث کا یہ معنی کرنا میرے نزدیک محل نظر ہے جس کی معرفت حدیث کے طرق کو جمع کرنے سے ہوگی۔ تو صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک نابینا شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ! مجھے کوئی مسجد میں لانے والا نہیں، انہوں نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے چاہا کہ آپ اسے اس بات کی اجازت دے دیں کہ وہ گھر میں نماز ادا کرلے، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی، جب وہ لوٹے توآپ نے دوبارہ بلایا اور پوچھا: کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: اس کا جواب دو (یعنی باجماعت نماز پڑھو) اور اسے سراج نے مسند میں تفصیلاً بیان کرتے ہوئے اس صحابی کا نام لیا کہ آپ کی خدمت میں حضرت ابن ام مکتوم نابینا صحابی حاضر ہوئے الحدیث۔ حاکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ! مدینہ طیبہ میں بہت سے کاٹنے والے کیڑے اور درندے ہیں، فرمایا: تم حی علی الصلٰوۃ حی علی الفلاح سنتے ہو؟ عرض کیا ہاں۔

[13] صحیح مسلم باب فضل صلٰوۃ الجماعۃ الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۳۲
[14] عمدۃ القاری شرح البخاری بحوالہ السراج فی مسندہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۵/۱۶۳
[15] المستدرک علی الصحیحین کتاب الصلٰوۃ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/۲۴۷

والحاکم عنه بسند جید ایسعنی ان اصلی فی بیتی قال اتسمع الاقامة قال نعم قال فأتها[16] وفی اخری قال فاحضرها[17] ولم یرخص له ۔ و للبیهقی عنه سأله ان یرخص له فی صلاة العشاء والفجر قال هل تسمع الاذان قال نعم مرة اومرتین فلم یرخص له فی ذلک[18] وله عن کعب بن عجرة جاء رجل ضریر الی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فیه ایبلغك النداء قال نعم قال فاذا سمعت فاجب[19] ولاحمد وابی یعلی والطبرانی فی الاوسط و ابن حبان عن جابر واللفظ له قال اتسمع الاذان قال نعم قال فأتها و لو حبوا [20] فکان ذلك فیما نری والله تعالٰی اعلم انه رضی	فرمایا: اس کی طرف آؤ۔ مسند احمد، ابن خزیمہ اور حاکم نے انہی سے سند جید کے ساتھ نقل کیا کہ میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں گھر میں نماز ادا کرلوں ؟ فرمایا: کیا اقامت سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔فرمایا: اس کی طرف آؤ۔ دوسری روایت میں ہے: اس میں حاضری دو توآپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے رخصت نہ دی۔ بیہقی نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہی روایت کیا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس بات کی رخصت چاہی کہ ان کو عشاء اور فجر کی نماز میں جماعت سے رخصت دے دیں۔ فرمایا: کیا تم اذان سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ایک یادو دفعہ پوچھاآپ نے انہیں اس بارے میں رخصت نہ دی۔ بیہقی میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ ایک نابینا شخص رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اسی میں ہے کہ آپ نے پوچھا: کیا تجھے اذان کی آواز پہنچتی ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ بتایا : جب تو سنتا ہے تو جواب دے (یعنی جماعت میں حاضری دے) مسند، ابویعلی، طبرانی کی اوسط میں اور

[16] مسند احمد بن حنبل حدیث عمر بن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/ ۴۲۳

[17] المستدرک علی الصحیحین کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/ ۲۴۷

[18] مجمع الزوائد باب فی ترک الجماعۃ مطبوعہ دارالکتاب بیروت ۲/ ۴۳

[19] مجمع الزوائد باب فی ترک الجماعۃ مطبوعہ دارالکتاب بیروت ۲/ ۴۲

ف: یہ دونوں حوالے مجمع سے اس لئے نقل کئے کہ سنن بیہقی اور شعب الایمان للبیہقی سے نہیں ملے، ہوسکتا ہے یہ لفظ للبیہقی کی بجائے للطبرانی ہو کیونکہ مجمع نے طبرانی اوسط کے حوالے سے یہ دونوں حدیثیں نقل کی ہیں۔ نذیر احمد سعیدی

[20] الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان باب فرض الجماعۃ والاعذار الخ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۴/ ۲۵۲

الله تعالٰی عنه لم یکن یشق علیه المشی وکان یهتدی الی الطریق من دون حرج کمایشاهد الآن فی کثیر من العمیان ثم راجعت الزرقانی علی المؤطا فرأیته نص علی ذلك نقلا فقال و حمله العلماء علی انه کان لایشق علیه المشی وحده ککثیر من العمیان[21] اھ وح یترجح بحث العلامة الشامی حیث بحث ایجاب الجمعة علی امثال هؤلاء ، فقال بل یظهر لی وجوبها علی بعض العمیان الذی یمشی فی الاسواق ویعرف الطرق بلاقائد ولاکلفة ویعرف ای مسجد اراده بلاسؤال احد لانه حینئذ کالمریض القادر علی الخروج بنفسه بل ربما تلحقه مشقة اکثر من هذا تامل[22] ھ ثم رأیت الامام النووی نقل فی شرح مسلم ماذکر المحققان من معنی الرخصة عن الجمهور فقال اجاب الجمهور عنه بانه سأل

ابن حبان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی الفاظ ابن حبان کے ہیں کیا تم اذان سنتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: اس کی طرف آؤ خواہ گھٹنوں کے بل آنا پڑے،اس سلسلہ میں ہماری رائے یہی ہے، حقیقت حال سے اللہ ہی آگاہ ہے کہ حضرت ابن ام کلثوم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر چلنا دشوار نہ تھا اور وہ بغیر کسی حرج کے راستہ پالیتے تھے جیسا کہ اب بھی بہت سے نابینا لوگوں میں یہ مشاہدہ کیا جاتا ہے پھر میں نے زرقانی علی المؤطا کا مطالعہ کیا تو اس میں بعینہٖ یہی بات منقول تھی کہ تمام اہل علم کی یہی رائے ہے کہ ان پر تنہا چلنے میں دشواری نہ تھی جیسا کہ اب بھی بہت نابینا افراد پر تنہا چلنا دشوار نہیں ہے اھ اور اب علامہ شامی کی وہ بحث بھی ترجیح پائے گی جو انہوں نے ایسے لوگوں پر جمعہ واجب قرار دیتے ہوئے کی ہے تو کہا بلکہ مجھ پر یہ بات واضح ہوئی ہے کہ ایسے نابینا لوگوں پر جمعہ واجب ہوگا جو بغیر کسی قائد اور بلامشقت تنہا راستہ جان کر چل سکتے ہوں اور اس مسجد تک بغیر پوچھے پہنچ سکتے ہوں جہاں انہوں نے نماز ادا کرنی ہو کیونکہ یہ اس وقت اس مریض کی طرح ہوں گے جو خود بخود نکلنے پر قادر ہو بلکہ بعض اوقات مریض کو اس سے کہیں زیادہ مشقت اٹھانا ہوتی ہے تامل اھ پھر میں نے امام نووی کی شرح مسلم دیکھی اس میں انہوں نے دونوں محققین کا جمہور سے معنی رخصت ذکر کیا ہوا نقل کرکے فرمایا جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت

---

[21] شرح الزرقانی علی المؤطا فصل صلوٰۃ الجماعۃ مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر ۱/۲۶۷

[22] ردالمحتار باب الجمعۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۶۰۲

هل له رخصة ان يصلی فی بيته و تحصل له فضيلة الجماعة بسبب عذره فقيل لا قال ويؤيد هذا ان حضور الجماعة يسقط بالعذر باجماع المسلمين ودليله من السنة حديث عتبان بن مالک[23] الخ۔	ابن مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا کہ مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے اور عذر کی بنا پر حاضر نہ ہونے کی وجہ سے جماعت کا ثواب بھی حاصل ہو، تو اس کا جواب نفی میں آیا امام نووی نے فرمایا اس گفتگو سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ عذر کی بنا پر حاضری جماعت کے سقوط پر تمام اُمت مسلمہ کا اتفاق ہے اور اس کی دلیل سنت سے وہ حدیث ہے جو حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس بارے میں مروی ہے، الخ (ت)
اقول: وقد علمت مافی هذا التائيد فان الشان فی ثبوت الحرج له رضی الله تعالٰی عنه و لعل عتبان کان ممن يتحرج بالمشی وحده دون ابن ام مکتوم رضی الله تعالٰی عنهما، ثم ان الامام النووی استشعر ورود قوله صلی الله عليه وسلم فاجب فاجاب باحتمام انه بوحی نزل فی الحال وباحتمال تغير اجتهاده صلی الله تعالٰی عليه وسلم وبان الترخيص کان بمعنی عدم الوجوب وقوله فاجب ندب الی الافضل۔	**اقول:** (میں کہتا ہوں) اس تائید میں جو کچھ ہے وہ آپ جان چکے کہ یہ اس صورت میں ہے جب ابن مکتوم کے لئے حرج ثابت ہو، شاید حضرت عتبان رضی اللہ تعالٰی عنہ ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تنہا چلنا دشوار ہو بخلاف ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ان کے لئے ایسا معاملہ نہ تھا، پھر امام نووی نے حضور علیہ السلام کے ارشاد "فاجب" کے ورود سے یہ بات سمجھی تو جواب احتمال سے دیا کہ ممکن ہے یہ حکم اسی حال میں وحی نازل ہونے کے ساتھ دیا اور بھی احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اجتہاد میں تبدیلی ہوئی ہو، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رخصت بمعنی عدم وجوب ہو اور آپ کا ارشاد فاجب افضل کی طرف متوجہ کررہا ہو۔

[23] شرح مسلم للنووی مع مسلم باب فضل صلٰوۃ الجماعۃ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۳۲

اقول: اما الاولان فتسلیم للقول واما حمل فاجب علی الندب فخلاف الظاھر لاسیما مع بنائه علی سماع الاذان فان الندب حاصل مطلقا فافھم والله تعالٰی اعلم۔	**اقول:** (میں کہتا ہوں) پہلے دونوں احتمال قول کی وجہ سے تسلیم مگر فاجب کو ندب پر محمول کرنا خلاف ظاہر خصوصًا جب اس کی بنا اذان کے سماع پر ہو کیونکہ ندب تو ہر حال میں حاصل تھا، **فافھم والله تعالٰی اعلم** (ت)

رابعا: سب سے قطع نظر کیجئے تو پاؤں کا عذر عذر فی الحضور ہے نہ عذر للحاضر کالمطر والطین وامثالھما بلکہ وجہ اولٰی وہی اتیان جماعت بے اذان کہ در باب استنان موکد اذان اگرچہ مواہب الرحمان و مراقی الفلاح و ردالمحتار کے اطلاقات بہت وسیع ہیں

ویعارضھا کثیر من روایات المبسوط والمحیط والخانیة والخلاصة والبزازیة والھندیة وغیرھا من المعتبرات حتی نفس ردالمحتار ومشروحه الدر المختار کما بیناہ فیما علقناہ علی ھامشه۔	مبسوط، محیط، خانیہ، خلاصہ، بزازیہ، ہندیہ اور دیگر معتبر کتب کی اکثر روایات اس کے معارض ہیں حتی کہ خود ردالمحتار اور اس کا متن درمختار میں بھی معارض ہیں جیسا کہ ہم نے اس کے حاشیہ میں بیان کیا ہے۔ (ت)

مگر اس قدر بلاشبہہ ثابت کہ نماز پنجگانہ عہ۱ سے جو نماز وقتی رجال احرار غیر عُراۃ مسجد میں باجماعت ادا کریں اس کے لئے سوا بعض صور مستثناۃ عہ۲ کے وقت میں اذان کا پہلے ہو لینا سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے اور بے اس کے

عہ۱ دخلت الجمعة وخرجت صلٰوۃ العیدین والکسوف والجنازۃ والاستسقاء وغیرھا والفوائت وجماعة النساء والصبیان والعبید والعراۃ وجماعة البیوت والصحراء ومستند کل ذلك مذکور فیما علقناہ علی ردالمحتار ۱۲ منه غفرله (م)	اس میں جمعہ داخل اور عیدین، کسوف، جنازہ اور استسقاء وغیرہ اور قضا اور جماعت خواتین، بچوں، غلاموں، ننگوں اور گھریلو جماعت اور جنگل کی جماعت اس سے خارج ہے اور ہر ایک پر دلیل ہم نے اپنے حاشیہ ردالمحتار میں تحریر کی ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عہ۲ مثلاً جمعہ کے دن شہر یا قصبہ میں جو معذور ظہر پڑھیں انہیں اذان کی اجازت نہیں اگرچہ جماعت کریں کہ انہیں جماعت کرنا بھی جائز نہیں، موسم حج میں عصر، عرفہ وعشائے مزدلفہ کے لئے تکبیر ہوتی ہے نہ اذان (باقی برصفحہ آئندہ)

جماعت کرلینا مکروہ وگناہ یہاں تک کہ یہ جماعت شرعًا اصلاً معتبر نہیں اس کے بعد جو جماعت باذان واقامت ہوگی وہی پہلی جماعت ہوگی، بلکہ علماء فرماتے ہیں اگر کچھ لوگوں نے آہستہ اذان دے کر جماعت کرلی کہ آوازِ اذان اوروں کو نہ پہنچی تو ایسی جماعت بھی داخل شمار واعتبار نہیں نہ کہ جب سرے سے اذان دی ہی نہ جائے، وجیز امام کردری میں ہے:

ویکرہ للرجال اداء الصلٰوۃ بجماعۃ فی مسجد بلااعلامین لا فی المفازۃ والکروم والبیوت[24] الخ **اقول:** قولہ بلااعلامین ای بدون الجمع بینھما فنافی الکراھۃ ھو الایتان بھما لا باحدھما بدلیل قولہ لا فی المفازۃ الخ فان ترک اعلام الشروع مکروہ مطلقا ولو فی المفازۃ وقد نص علی الاساءۃ فی ترکھما۔	مردوں کے لئے مسجد میں فرائض کی جماعت اذان واقامت کے بغیر مکروہ ہے، جنگل، گھنے باغوں اور گھروں میں مکروہ نہیں الخ (ت) **اقول:** (میں کہتا ہوں) اس کا قول "بلااعلامین" یعنی اذان واقامت کو جمع کئے بغیر لہٰذا منافی کراہت دونوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنا ہے نہ صرف ایک کے ساتھ اس کا قول لا فی المفازۃ الخ اس پر دلیل ہے کیونکہ جماعت کے ساتھ اذان کا ترک ہر حال میں مکروہ ہے خواہ جنگل میں ہو اور ان دونوں کے ترک پر اساءت کی تصریح ہے (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کما فی الھندیۃ عن الخانیۃ ولاحاجۃ ھھنا الی استثناء فوائت تودی فی المسجد کما فعل الشامی ولاماوراء اول فوائت ولوادیت فی غیرالمسجد کمازدناہ علیہ لان الکلام ھھنا فی الاداء ۱۲منہ غفرلہ (م)

ہندیہ میں خانیہ کے حوالے سے یوں ہی ہے اور ان فوت شدہ نمازوں کے استثناء کی ضرورت نہیں جو مسجد میں ادا کی جائیں جیسا کہ شامی نے کیا ہے اور نہ ہی ماورائے اول کے فوت شدہ کا استثناء ضروری ہے اگرچہ وہ غیر مسجد میں ادا کی جائیں جیسا کہ ہم نے اس پر اضافہ کیا ہے کیونکہ یہاں گفتگو ادا میں ہو رہی ہے۔ (ت)

[24] فتاوٰی بزازیہ علی حاشیہ فتاوٰی ہندیہ کتاب الصلٰوۃ فصل الاول فی الاذان مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۲۴

درر و غرر علامہ مولی خسرو میں ہے:

(یأتی بهما) ای الاذان والاقامة (المسافر والمصلی فی المسجد جماعة و فی بیته بمصر وکره للاول) ای المسافر (ترکها) ای الاقامة (وللثانی) ای للمصلی فی المسجد (ترکه) ای الاذان (ایضا) ای کالاقامه[25]۔	(ان دونوں کو بجالائے) یعنی اذان واقامت کے ساتھ (مسافر اور نمازی مسجد میں جماعت کے لئے اور شہر میں گھر پر نماز ادا کرنے والا، اور پہلے کے لئے مکروہ ہے) یعنی مسافر کے لئے (اس کا چھوڑنا) یعنی تکبیر کا (اور دوسرے کے لئے) یعنی مسجد میں نماز ادا کرنے والے کے لئے (اس کا چھوڑنا) یعنی اذان کا (بھی) یعنی اقامت کی طرح مکروہ ہے۔ (ت)

عالمگیریہ میں ہے:

لوصلی بعض اهل المسجد باقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والامام وبقية الجماعة فالجماعة المستحبة لهم والکراهة للاولٰی کذا فی المضمرات[26]۔	اگر کچھ اہل مسجد نے اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرلی پھر مؤذن، امام اور باقی لوگ آئے تو ان کی جماعت مستحب ہے، پہلی جماعت مکروہ ہوگی، مضمرات میں اسی طرح ہے۔ (ت)

یہ خاص جزئیہ مسئلہ مسئولہ ہے خلاصہ وخانیہ وہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للامام البخاری جماعة من اهل المسجد اذنوا فی المسجد علی وجه المخافة بحیث لم یسمع غیرهم ثم حضر من اهل المسجد قوم وعلموا فلهم ان یصلوا بالجماعة علی وجهها ولاعبرة للجماعة الاولٰی[27] اھ	الفاظ امام بخاری کے ہیں کہ جماعت کے لئے اہل مسجد میں سے ایک گروہ نے مسجد میں اتنی آہستہ اذان دی کہ ان کے غیر نے نہ سنی پھر دیگر لوگ آئے اور ان کو علم ہوا تو ان لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ سنت طریقہ پر جماعت کروائیں پہلی جماعت کا کوئی اعتبار نہیں اھ (ت)

پس اس معذور اور اس کے شریک اور ان ضرورت والوں کا یہ فعل جماعت مسنونہ معتبرۂ شرعیہ نہیں بلکہ

---

[25] الدرر الحکام فی شرح غرر الاحکام باب الاذان مطبوعہ مطبع احمد کامل لاکائنہ فی دار السعادت مصر ۱/۵۶

[26] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول من باب الاذان مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۴

[27] خلاصۃ الفتاوٰی ، الفصل فی الاول فی الاذان ، مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ، ۱/۴۸

مکروہ ممنوعہ ہے اور جو جماعت باذان واقامت اس کے بعد ہوگی اس میں کچھ کراہت نہ ہوگی بلکہ وہی جماعت مسنونہ وجماعت اولٰی ہے۔

ثانیًا جب یہ جماعت جماعت نہیں تو دقیق نظر حاکم کہ ان کا یہ فعل بعد دخول وقت مسجد سے بے نیت شہود جماعت باہر جانا ہوا یہ بھی مکروہ اور حدیث میں اس پر وعید شدید وارد:

ابن ماجة عــہ عن امیر المؤمنین عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللّٰہ	ابن ماجہ نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ

عــہ سندہ ضعیف واقتصرنا علیہ تبعا للبحر وغیرہ وقدثبت بسند صحیح من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ لکن فیہ تخصیص مسجد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ قال قال رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایسمع النداء فی مسجدی ھذا ثم یخرج منہ الا لحاجۃ ثم لایرجع الیہ الامنافق [28] رواہ الطبرانی فی الاوسط ولابی داؤد فی مراسیلہ عن سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لایخرج من المسجد احد بعد النداء الامنافق الااحد اخرجتہ حاجۃ وھو یرید الرجوع [29] ۱۲منہ غفرلہ (م)

اس کی سند ضعیف ہے ہم نے بحر وغیرہ کی اتباع میں اسی پر اقتصار کیا ہے حالانکہ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث ثابت ہے لیکن اس میں مسجد نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تخصیص ہے، کہا، رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میری اس مسجد میں کوئی شخص اذان نہیں سنتا، پھر کسی ضرورت کے بغیر مسجد سے نکل جاتا ہے اور واپس مسجد کی طرف نہیں آتا مگر یہ کہ وہ منافق ہے اسے طبرانی نے المعجم الاوسط میں ذکر کیا اور امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اذان کے بعد مسجد سے منافق کے علاوہ کوئی نہیں نکلتا مگر عذر کی وجہ سے، جب کوئی حاجت وضرورت اس شخص کو نکالے اور وہ شخص واپسی کا ارادہ رکھتا ہو تو منافق نہیں ۱۲منہ غفرلہ (ت)

---

[28] مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی اوسط باب فیمن خرج من المسجد بعد الاذان مطبوعہ دارالکتاب بیروت ۵/۲

[29] کتاب المراسیل باب ماجاء فی الاذان مطبوعہ مطبعۃ علمیہ لاہور ص ۳۴

علیه وسلم من ادرکه الاذان فی المسجد ثم خرج، لم یخرج لحاجة وھو لایرید الرجعة فھو منافق[30]۔	تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان کو مسجد میں پایا پھر وہاں سے نکل گیا حالانکہ اسے نکلنے کی کوئی حاجت بھی نہ تھی اور واپسی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

کرہ تحریما للنھی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیه جری علی الغالب والمراد دخول الوقت اذن فیه اولا[31]۔	مکروہ تحریمی ہے سبب ممانعت کے نکلنا اس شخص کا جس نے نماز نہ پڑھی ہو اس مسجد سے جس میں اذان ہوگئی ہو، شارح نے کہا ماتن اکثر پر چلا ہے (یعنی اکثر یہی ہوتا ہے کہ اذان کا وقت ہونے پر اذان ہوجاتی ہے) اور مراد اذان ہونے سے وقت نماز کا آجانا ہے خواہ مسجد میں اذان ہوئی ہو یا نہ۔ (ت)

بحر الرائق میں ہے:

الظاھر من الخروج من غیر صلاۃ عدم الصلوٰۃ مع الجماعة[32] الخ **اقول:** وظاھر ان المراد بالجماعة ھی الجماعة المسنونة المشروعة دون المکروھة الممنوعة فان النھی عن الخروج انما ھو لطلب الجماعة فلا یتناول الا الجماعة المطلوبة شرعا کیف وقد تقدم ان الجماعة بلا اذان کلا جماعة فلا یعتدبھا اصلا واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجدہ اتم	نماز کے بغیر نکلنے سے ظاہراً مراد یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کی ہو الخ (ت) **اقول:** (میں کہتاہوں) اس سے ظاہراً مراد وہ جماعت ہے جو مسنونہ مشروعہ ہو نہ کہ وہ جو مکروہ وممنوع ہو کیونکہ نکلنے پر ممانعت وہ طلب جماعت کے واسطے ہے اور یہ حکم اسی جماعت کے لئے ہوگا جو شرعاً مطلوب ہے، یہ کیسے نہ ہو حالانکہ پہلے گزر چکاہے، کہ بغیر اذان کے جماعت ایسے ہے جیسے جماعت ہوئی ہی نہیں، پس اس کا ہرگز اعتبار نہ کیاجائے گا، اللہ تعالٰی تمام نقائص وعیوب اور کمزوریوں سے پاک ہے، وہ سب سے بہتر جانتاہے۔ اس جل مجدہ،

---

[30] سنن ابن ماجہ باب الاذان وَاَنْتَ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا تخرج مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۴

[31] در مختار ، باب ادراک الفریضہ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ، ۹۹/۱

[32] بحر الرائق باب ادراک الفریضہ ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ، ۷۲/۲

واحکم۔	کا علم کامل اور اکمل ہے (ت)

جواب سوال دوم: خوف فوت تہجد نہ ترک جماعت مامور بہا کا مجوز ہو سکتا ہے نہ بعد دخول وقت بے شرکت جماعت شرعیہ مسجد سے نکل جانے کا مبیح نہ جماعت مکروہہ ممنوعہ کا داعی نہ خود اس عذر کا غالبًا کوئی محصل صحیح کیا اذان موجب فوت تہجد ہے غرض یہ بہانہ مسموع نہیں اگرچہ تہجد سنت ہی سہی کما اٰلَ الیه کلام المحقق فی الفتح ومَاَلَ الیه تلمیذه المحقق محمد الحلبی فی الحلیة قائلا انه الاشبه (جیسا کہ اس کی طرف فتح القدیر میں کلام محقق لوٹتا ہے اور ان کے شاگرد محمد حلبی نے حلیہ میں یہ کہتے ہوئے اسی طرف رجوع کیا کہ یہی اشبہ ہے۔ت) کہ **اولاً** وہ بر تقدیر سنیت بھی معارضہ جماعت کا صالح نہیں در بارہ تہجد صرف ترغیبات ہیں اور ترک جماعت پر سخت ہولناک وعیدیں کہ حکم کفر تک وارد،

علی تاویلاته المعروفة فی امثال المقام وحدیثه عــہ۱ عند احمد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ ابن انس رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم بسند حسن وقال ابن مسعود رضی الله تعالٰی عنه فی المختلفین عن الجماعات لو ترکتم عــہ۲ سنة نبیکم لکفرتم[33]۔	اس طرح کے مقامات پر تاویلات معروفہ کے ساتھ، اور اس پر مسند احمد اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث سند کے ساتھ ذکر کی ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جماعت سے پیچھے رہنے والوں کے بارے میں فرمایا اگر تم نے اپنے نبی کی سنت ترک کر دی تو تم نے کفر کیا۔ (ت)

اور جماعت عــہ۳ عشا کے نہ حاضر ہونے پر گھر جلا دینے کا قصد فرمانا ثابت کما[34] فی الصحیحین من

(عــہ۱) سیأتی نصه فی جواب السؤال الثالث ۱۲منه (م) (عــہ۲) هذه روایة ابی داؤد والحدیث بلفظ لضللتم عند مسلم وغیره ۱۲منه (م)

اس حدیث کے الفاظ عنقریب تیسرے سوال کے جواب میں آرہے ہیں ۱۲منہ۔ (ت) یہ ابوداؤد کی روایت ہے اور مسلم وغیرہ میں اس کے الفاظ "تم گمراہ ہو جاؤگے" ہیں ۱۲منہ (ت) عــہ۳ بعض احادیث میں عشاء بعض میں فجر، بعض میں جمعہ، بعض میں مطلق جماعت وارد ہے اور سب صحیح ہیں کما فی عمدة القاری للامام العینی (جیسا کہ امام بدرالدین عینی کی عمدۃ القاری میں ہے۔ت) یہاں ذکر عشا ہی تھا لہٰذا اس کی تخصیص کی ۱۲منہ غفرلہ (م)

---

[33] سنن ابی داؤد باب التشدید فی ترک الجماعۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۸۱

[34] صحیح البخاری باب فضل صلٰوۃ العشاء فی الجماعۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۹۰

حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفی الباب غیر عــہ۱ (جیسا کہ بخاری ومسلم میں اس کو ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا اور اس باب میں اس کے علاوہ بھی احادیث موجود ہیں۔ت)

ثانیًا فوت سنت آئندہ کے خوف متیقن سے فی الحال اپنے ہاتھوں سنت جلیلہ چھوڑ دینے کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی شخص مرگ فردا کے اندیشہ سے آج خودکشی کرلے۔

ثالثًا یہ کہ جاگنے میں قصدًا مکروہات ومنہیاتِ شرعیہ کا ارتکاب ہوگا اور تہجد نہ بھی ملا تو حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نوم میں تفریط نہ رکھی۔

احمد عــہ۲ ومسلم وابوداؤد وابن حبان	احمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان نے حضرت

عــہ۱ فانہ حدیث مشھور ورد من حدیث عمرو بن ام مکتوم عند احمد وعن اسامۃ بن زید عند ابن ماجۃ وعن انس بسند جید وعن ابن مسعود کلیھما عند الطبرانی فی الاوسط وعن جابر بن عبداللہ عند الطحاوی فی مشکل الاٰثار وقد ذکرنا احادیثھم فی رسالتنا حسن البراعۃ فی تنقید حکم الجماعۃ اما حدیث ابی ھریرۃ فرواہ من لایحصی من اصحاب الصحاح والسنن والمسانید والمعاجیم واللہ تعالٰی اعلم منہ (م)

کیونکہ مشہور حدیث ہے امام احمد نے حضرت عمرو ابن ام مکتوم سے، ابن ماجہ نے حضرت اسامہ بن زید سے، طبرانی نے اوسط میں حضرت انس سے سند جید کے ساتھ اور حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے، طحاوی نے مشکل الآثار میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے، ہم نے ان تمام احادیث کو اپنے رسالے "حسن البراعۃ فی تنقید حکم الجماعۃ" میں ذکر کیا ہے، رہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ، تو اسے لاتعداد اصحاب صحاح وسنن اور اصحاب مسانید ومعاجیم نے روایت کیا ہے واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ (ت)

عــہ۲ عزاہ فی الجامع الصغیر لاحمد وابن حبان قال شارحہ المناوی ورواہ ابو داؤد وغیرہ[35] اھ ولا شك انہ موجود فی صحیح مسلم منہ (م)

جامع صغیر میں اس کی نسبت امام احمد اور ابن حبان کی طرف کی ہے اس کے شارح امام مناوی نے فرمایا اس کو ان سے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اھ اور بلاشک یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے ۱۲منہ (ت)

[35] التیسیر شرح جامع الصغیر تحت حدیث مذکور مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۲/۳۲۶

عن ابی قتادة رضی الله تعالٰی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظة[36]۔ مالك فی المؤطا وابوداؤد والنسائی عن ام المؤمنین رضی الله تعالٰی عنها ان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال مامن امریئ تکون له صلاة بلیل یغلبه علیها نوم الاکتب الله له اجرصلاته وکان نومه علیه صدقة[37] وهو عند ابن ابی الدنیا فی کتاب التهجد بسند جید، النسائی وابن ماجة وخزیمة والبزار بسند صحیح عن ابی الدرداء رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من اتی فراشه وهو ینوی ان یقوم فیصلی من اللیل فغلبته عیناه حتی یصبح کتب له ما نوی وکان نومه صدقة علیه من ربه عزوجل[38] وهو بمعناه عند ابن حبان فی صحیحه عن ابی زر او	ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تفریط نیند میں نہیں بلکہ بیداری میں ہے۔ (ت) بلکہ بہ نیت تہجد سونے والے کو اگرچہ تہجد نہ پائے ثواب تہجد کا وعدہ فرمایا اور اس کی نیند کو رب العزت جل جلالہ، کی طرف سے صدقہ بتایا۔ امام مالک نے مؤطا میں، ابوداؤد اور نسائی نے ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ شخص جو رات کی نماز (تہجد) کی نیت رکھتا ہو اس پر نیند غالب آجائے تو اللہ تعالٰی اسے نماز کا اجر وثواب عطا فرمائے گا اور اس کی نیند اس پر صدقہ ہوگی، یہ حدیث ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد میں سند جیّد کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بزار نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بستر پر اس نیت سے لیٹا کہ رات کو اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھے گا مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے صبح تک اس کی آنکھ نہ کھلی تو اسے اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا اور اس کی نیند اللہ عزوجل کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی اور یہ حدیث معنًا ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوذر یا حضرت

[36] سنن ابوداؤد باب فی من نام عن صلٰوۃ الخ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۶۴

[37] مؤطا امام مالک ماجاء فی صلٰوۃ اللیل مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص۹۹

[38] سنن ابن ماجہ باب ماجاء فیمن نام عن جزبہ من اللیل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۹۶

ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہما ھکذا بالشک۔	ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسی طرح شک کے ساتھ روایت کی ہے۔ (ت)

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابوحثمہ اور ان کے صاحبزادہ سلیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما کو جماعت صبح میں نہ دیکھا ان کی زوجہ اور ان کی والدہ شفار ضی اللہ تعالٰی عنہما سے سبب پوچھا، کہا نماز شب کے سبب نیند نے غلبہ کیا نماز صبح پڑھ کر سورہے، فرمایا: مجھے جماعت صبح میں حاضر ہونا نماز تمام شب سے محبوب تر ہے۔

مالك عن ابن شھاب عن ابی بکر بن سلیمٰن بن ابی حثمۃ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ فقد سلیمن ابن ابی حثمۃ فی صلاۃ الصبح وان عمر بن الخطاب غدا الی السوق ومسکن سلیمن بین السوق والمسجد (النبوی) فمر علی الشفاء ام سلیمٰن فقال لھا لم ارسلیمٰن فی صلٰوۃ الصبح فقالت انہ بات یصلی فغلبتہ عیناہ فقال عمر لان اشھد صلاۃ الصبح فی الجماعۃ احب اِلَیَّ من ان اقوم لیلۃ [39]۔ عبدالرزاق فی مصنفہ عن معمر عن الزھری عن سلیمٰن ابن ابی حثمۃ عن امہ الشفاء بنت عبداللہ قالت دخل علی عمر وعندی رجلان نائمان تعنی زوجھا اباحثمۃ و ابنھا سلیمٰن فقال اما صلیا الصبح قلت لم یزالا	مالک، ابن شہاب سے وہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سلیمان ابن ابی حثمہ کو نماز صبح میں نہ پایا آپ صبح کو جب بازار کی طرف گئے اور سلیمان کا گھر بازار اور مسجد نبوی کے درمیان تھا تو آپ سلیمان کی والدہ شفاء کے پاس سے گزرے اور پوچھا میں نے سلیمان کو آج نماز صبح میں نہیں پایا تو انہوں نے عرض کیا وہ رات بیدار رہے نماز پڑھتے رہے صبح کو نیند غالب آگئی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا مجھے نماز فجر میں حاضر ہونا اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ساری رات قیام کروں۔ امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں معمر سے انہوں نے اپنی والدہ شفاء بنت عبداللہ سے بیان کیا کہ ان کی والدہ فرماتی ہیں حضرت عمر میرے پاس آئے تو میرے پاس دو آدمی سوئے ہوئے تھے اس سے وہ اپنا خاوند ابوحثمہ اور اپنا بیٹا سلیمان مراد لیتی ہیں۔ آپ نے

---

[39] مؤطا امام مالک باب ماجاء فی العتمۃ والصبح مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۱۵

یصلیان حتی اصبحا فصلیا الصبح وناما فقال لان اشھد الصبح فی جماعۃ احب الی من قیام لیلۃ[40]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	فرمایا: انہوں نے نماز صبح کیوں نہ پڑھی؟ میں نے عرض کیا یہ ساری رات نماز میں مشغول رہے حتی کہ صبح ہو گئی پھر انہوں نے نماز صبح ادا کی اور سو گئے۔ تو آپ نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز فجر کی میری حاضری ساری رات قیام سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔(ت) واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال سوم: اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔(ت) اس مسئلہ میں جواب حق کو حق جواب یہ ہے کہ عذر مذکور فی السؤال سرے سے بیہودہ سراپا اہمال ہے وہ زعم کرتا ہے کہ سنت تہجد کا حفظ و پاس اسے تفویت جماعت پر باعث ہوتا ہے اگر تہجد بروجہ سنت ادا کرتا تو وہ خود فوت واجب سے اس کی محافظت کرتا نہ کہ الٹا فوت کا سبب ہوتا،

قال عزوجل اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط[41]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصلحین قبلکم وقربۃ الی اللہ تعالٰی ومنھاۃ عن الاثم وتکفیر للسیأت ومطردۃ للداء عن الجسد[42]۔ رواہ الترمذی فی	تہجد کی ملازمت کرو کہ وہ (رات کا قیام) اگلے نیکوں کی عادت ہے اور اللہ عزوجل سے نزدیک کرنے والا اور گناہ سے روکنے والا اور برائیوں کا کفارہ اور بدن سے بیماری دور کرنے والا۔ اسے ترمذی نے اپنی جامع،

---

[40] المصنف ف لعبدالرزاق باب فضل الصلوۃ فی جماعۃ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱/۵۲۶

[41] القرآن ۲۹/۴۵

[42] جامع الترمذی ابواب الدعوات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۹۴، صحیح ابن خزیمہ باب التحریض علی قیام اللیل الخ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۲/۱۷۷

ف: حدیث مذکور کے الفاظ صفحہ مذکور پر مصنّف میں یوں ہیں: عن معمر عن الزھری عن سلیمٰن بن ابی حثمۃ عن الشفاء بنت عبداللہ قالت دخل علیّ بیتی عمر بن الخطاب فوجد عندی رجلین نائمین فقال وماشان ھذین ماشھدا معی الصلوۃ؟ قلت یاامیر المؤمنین صلیا مع الناس وکان ذلک فی رمضان فلم یزالا یصلیان حتی اصبحا الصبح وناما. فقال عمر لان اصلی الصبح فی جماعۃ احب الی من ان اصلی لیلۃ حتی اصبح۔ **نذیر احمد**

جامعه وابن ابی الدنیا فی التهجد و ابن خزیمة فی صحیحه والحاکم فی المستدرك وصححه والبیهقی فی سننه عن ابی امامة الباهلی واحمد والترمذی وحسنه والحاکم والبیهقی عن بلال والطبرانی فی الکبیر عن سلمان الفارسی وابن السنی عن جابر بن عبدالله وابن عساکر عن ابی الدرداء رضی الله تعالٰی عنهم اجمعین۔	ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح اور حاکم نے مستدرک میں روایت کرکے صحیح کہا، اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوامامہ باہلی سے، اور احمد اور ترمذی نے صحیح قرار دیتے ہوئے روایت کیا، حاکم اور بیہقی نے حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت سلمان فارسی سے، اور ابن سنی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے اور ابن عساکر نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔

توفوت جماعت کاالزام تہجد کے سر رکھنا قرآن وحدیث کے خلاف ہے اگر میزان شرع مطہر لے کر اپنے احوال وافعال تولے تو کھل جائے کہ یہ الزام خود اسی کے سر تھا بھلا یہ تہجد و قیلولہ وہ ہیں جو اس نے خود ایجاد کئے جب تو انہیں تفویت شعار عظیم اسلام کے لئے کیوں عذر بناتا ہے اور اگر وہ ہیں جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے قولاً وفعلاً منقول ہوئے تو بتایئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کب ایسے تہجد و قیلولہ کی طرف بلایا جن سے جماعت فریضہ فوت ہو، کیا قرآن وحدیث ایسے ہی تہجد کی ترغیب دیتے ہیں؟ کیا سلف صالح نے ایسے ہی قیام لیل کئے ہیں؟ حاشا وکلّا۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بتر کستان است

(اے اعرابی! مجھے ڈر ہے کہ تو کعبہ کو نہیں پہنچے گا کیونکہ جس راستہ پر تو چل رہا ہے وہ ترکستان کو جاتا ہے)

یا ہذا سنت ادا کیا چاہتا ہے تو بروجہ سنت ادا کر، یہ کیا کہ سنت لیجئے اور واجب فوت کیجئے، ذرا بگوش ہوش سن اگرچہ حق تلخ گزرے، وسوسہ ڈالنے والے نے تجھے یہ جھوٹا بہانہ سکھایا کہ اسے مفتیان زمانہ پر پیش کرے جس کا خیال ترغیبات تہجد کی طرف جائے تجھے تفویت جماعت کی اجازت دے جس کی نظر تاکیدات جماعت پر جائے تجھے ترک تہجد کی مشورت دے کہ من ابتلی بلیتین اختار اھونھما (دو بلاؤں میں مبتلا شخص ان دو میں سے آسان کو اختیار کرے۔ت) بہر حال مفتیوں سے ایک نہ ایک کے ترک کی دستاویز نقد ہے مگر حاشا خدام فقہ وحدیث نہ تجھے تفویت واجب کا فتوٰی دیں گے نہ عادی تہجد کو ترک تہجد کی ہدایت

کرکے ارشاد حضور سید الاسیاد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

یاعبداللہ لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل فترك قیام اللیل[43] رواہ الشیخان عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	اے عبداللہ ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جو رات کا قیام کرتا تھا مگر اب اس نے ترک کردیا۔ اسے بخاری ومسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ت) کاخلاف کریں گے۔

یہ اس لئے کہ وہ بتوفیقہ عزوجل حقیقت امر سے آگاہ ہیں ان کے یہاں عقل سلیم ونظر قدیم دوعادل گواہ شہادت دے چکے ہیں کہ تہجد وجماعت میں تعارض نہیں ان میں کوئی دوسرے کی تفویت کاداعی نہیں بلکہ یہ ہوائے نفس شریر وسوئے طرز تدبیر سے ناشی ہوا یاھذا اگر تو وقت جماعت جاگتا ہوتا اور بطلب آرام پڑا رہتا ہے جب تو صراحۃً آثم وتارک واجب، اور اس عذر باطل میں مبطل وکاذب ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلٰوۃ فلایجیبہ[44]۔ حدیث حسن قدذکرنا تخریجہ ولفظ الطبرانی ینادی بالصلاۃ ویدعو الی الفلاح[45]۔	ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی اللہ کے منادی کو نماز کی طرف بلاتا سنے اور حاضر نہ ہو۔ یہ حدیث حسن ہے اس کی تخریج کاذکر ہم نے پیچھے کردیا۔ طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: "نماز کی طرف بلانے والے اور فلاح کی دعوت دینے والے کو سنے"۔

اور اگر ایسا نہیں تو اپنی حالت جانچ کہ یہ فتنہ خواب کیونکر جاگا اور یہ فساد عجاب کہاں سے پیدا ہو اس کی تدبیر کر۔ کیا تو قیلولہ ایسے تنگ وقت کرتا ہے کہ وقت جماعت نزدیک ہوتا ہے ناچار ہوشیار نہیں ہونے پاتا، یوں ہے تو اول وقت خواب کر، اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالٰی باسرارہم نے قیلولہ کے لئے خالی وقت رکھا ہے جس میں نماز وتلاوت نہیں یعنی ضحوہ کبرٰی سے نصف النہار تک، وہ فرماتے ہیں چاشت وغیرہ سے فارغ ہو کر خواب خوب ہے کہ اس سے تہجد میں مدد ملتی ہے اور ٹھیک دوپہر ہونے سے کچھ پہلے جاگنا چاہئے کہ پیش از زوال

---

[43] صحیح البخاری باب مایکرہ من ترک قیام اللیل الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۴

[44] مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن انس رضی اللہ عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/۴۳۹

[45] المعجم الکبیر از معاذ بن انس حدیث ۳۹۴ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۰/۱۸۳

وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر وقت زوال کہ ابتدائے ظہر ہے ذکر وتلاوت میں مشغول ہو۔ امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ عوارف شریف میں فرماتے ہیں:

النوم بعد الفراغ من صلاۃ الضحٰی وبعد الفراغ من اعداد اخر من الرکعات حسن قال سفٰین کان یعجبھم اذا فرغوا ان ینامو اطلباً للسلامۃ وھذا النوم فیہ فوائد، منھا انہ یعین علٰی قیام اللیل (الٰی قولہ قدس سرہ) وینبغی ان یکون انتباھہ من نوم النھار قبل الزوال بساعۃ حتی یتمکن من الوضوء والطھارۃ قبل الاستواء بحیث یکون وقت الاستواء مستقبل قبلۃ ذاکرا اومسبحاً اوتالیاً[46] الخ	نماز چاشت سے فراغت کے بعد اور اس کے بعد کی مقررہ تعداد کی رکعتیں ادا کرکے سونا اچھا اور مناسب ہے۔ سفیان ثوری نے فرمایا کہ صوفیہ کرام جب نماز واوراد سے فارغ ہوجاتے تو سلامتی اور عافیت کے لئے سونے کو پسند کرتے تھے اور اس (دوپہر سے قبل) سونے میں متعدد فوائد ہیں ان میں سے ایک رات کے قیام (شب بیداری) میں مدد ملتی ہے۔ (آگے چل کر شیخ قدسرہ، نے) فرمایا: طالب حقیقت کو چاہئے کہ زوال سے کچھ وقت پہلے نیند سے بیدار ہوجائے تاکہ استواء سے پہلے وضو اور طہارت سے فارغ ہو کر استواء کے وقت (جو ابتدائے ظہر ہے) قبلہ رخ ہو کر ذکر یا تسبیح یا تلاوت میں مصروف ہوجائے الخ (ت)

ظاہر ہے کہ جو پیش از زوال بیدار ہولیا اس سے فوت جماعت کے کوئی معنی ہی نہیں۔ کیا اس وقت سونے میں تجھے کچھ عذر ہے، اچھا ٹھیک دوپہر کو سومگر نہ اتنا کہ وقت جماعت آجائے، ایک ساعت قلیلہ قیلولہ بس ہے، اگر طول خواب سے خوف کرتا ہے [۱]تکیہ نہ رکھ بچھونا نہ بچھا کہ بے تکیہ وبے بستر سونا بھی مسنون ہے، [۲]سوتے وقت دل کو خیال جماعت سے خوب متعلق رکھ کہ فکر کی نیند غافل نہیں ہوتی، [۳]کھانا حتی الامکان علی الصباح کھاکہ وقت نوم تک بخارات طعام فروہولیں اور طول منام کے باعث نہ ہوں، [۴]سب سے بہتر علاج تقلیل غذا ہے، سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَامَلأَ اٰدمِیٌّ وعاء شرًا من بطنہ بحسب ابن اٰدم اکلاتٌ یقمن صلبہ فان کان لامحالہ فثلث لطعامہ وثلث	آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہ بھرا آدمی کو بہت ہیں چند لقمے جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھیں اور اگر یوں نہ گزرے تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے تہائی

[46] عوارف المعارف ملحق احیاء العلوم الباب الخمسون فی ذکر العمل فی جمیع النہار مطبوعہ مطبع المشہد الحسینی قاہرہ مصر ص ۱۹۵

لشرابہ وثلث لنفسہ[47]۔ رواہ الترمذی وحسنہ وابن ماجۃ وابن حبان عن المقدام بن معد یکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	پانی تہائی سانس کو رکھے، اسے ترمذی نے روایت کرکے حسن کہا۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

پیٹ بھر کر قیام لیل کا شوق رکھنا بانجھ سے بچہ مانگنا ہے، جو بہت کھائے گا بہت پئے گا، جو بہت پئے گا بہت سوئے گا، جو بہت سوئے گا آپ ہی یہ خیرات وبرکات کھوئے گا۔

استغفر اللہ من قول بلا عمل

لقد نسبت بہ نسلا لذی عقم

(میں اللہ تعالٰی سے بلا عمل قول سے توبہ کرتا ہوں، تحقیق بانجھ عورت کو بچے کے ساتھ نسل کے اعتبار سے منسوب کیا گیا ہے)

ولہٰذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان کثرۃ الاکل شؤم[48]۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا۔	بیشک بہت کھانا منحوس ہے۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ہے۔

یوں بھی نہ گزرے۵ تو قیام لیل میں تخفیف کرو رکعتیں خفیف وتام بعد نماز عشاء ذرا سونے کے بعد شب میں کسی وقت پڑھنی اگرچہ آدھی رات سے پہلے ادائے تہجد کو بس ہیں۔ مثلاً نو بجے عشا پڑھ کر سو رہا دس بجے اٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیں تہجد ہوگیا، حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یحسب احدکم اذاقام من اللیل یصلی حتی یصبح انہ قدتھجد انما التھجد المرء یصلی الصلٰوۃ بعد رقدۃ[49]۔ رواہ الطبرانی عن الحجاج بن عمر رضی اللہ تعالٰی	تم میں کسی کا یہ گمان ہے کہ رات کو اٹھ کر صبح تک نماز پڑھے جبھی تہجد ہو تہجد صرف اس کا نام ہے کہ آدمی ذرا سو کر نماز پڑھے۔ اس کو طبرانی نے حجاج بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند حسن ان شاء اللہ

[47] جامع الترمذی باب ماجاء فی کراہیۃ کثرۃ الاکل مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۶۰

[48] شعب الایمان الفصل الثانی فی کثرۃ الاکل حدیث ۵۶۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۳۲

[49] المعجم الکبیر مروی از حجاج بن عمرو حدیث ۳۲۱۶ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۳/۲۲۵

عنہ بسند حسن عـــہ ان شاء اللہ تعالٰی۔	تعالٰی سے روایت کیا ہے۔

سوتے وقت اللہ عزوجل سے توفیق جماعت کی دعا اور اس پر سچا توکل مولٰی تبارک وتعالٰی جب تیرا حسن نیت وصدق عزیمت دیکھے گا ضرور تیری مدد فرمائے گا۔ ۔۔۔۔اللہِ۔۔۔[50] (جو اللہ تعالٰی پر توکل و بھروسہ کرتا ہے اس کے لئے اللہ کافی ہے۔ت) عوارف شریف میں ہے:

لتغییر العادۃ فی الوسادۃ والغطاء والوطاء تاثیر فی ذلك ومن ترك شیأا من ذلك و اللہ عالم بنیتہ وعزیمتہ یثیبہ علی ذلك بتیسیر ما رام[51]۔	کیونکہ تکیہ، بچھونے اور لحاف وغیرہ میں عادت کو بدل دینا یعنی ان کو ترک کردینا اس سلسلہ میں بہت موثر ہے اور جو ان اشیاء میں سے کسی کو ترک کردے تو اللہ تعالٰی اس کی نیت وارادہ کو دیکھتے ہوئے اس کے مقصد میں سہولت پیدا فرمادیتا ہے یعنی کم خوابی کے آداب اس کو میسر آجاتے ہیں(ت)

۷ اپنے اہل خانہ وغیر ہم سے کسی معتمد کو متعین کرکہ وقت جماعت سے پہلے جگادے۔

کما وکل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلالا رضی اللہ تعالٰی عنہ لیلۃ التعریس۔	جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بیدار کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی(ت)

ان ساتوں تدبیروں کے بعد کسی وقت سوئے ان شاء اللہ تعالٰی فوت جماعت سے محفوظ ہوگا اور اگر شاید اتفاق سے کسی دن آنکھ نہ بھی کھلی اور جگانے والا بھی بھول گیا یا سو رہا کما وقع لسیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی

عـــہ علق بالمشیۃ لان فیہ ابن لھیعۃ والکلام فیہ معروف والاصواب فیہ عندی ان حدیثہ حسن ان شاء اللہ تعالٰی ۱۲منہ (م)	مشیت باری تعالٰی کے ساتھ معلق کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہیں اور ان میں کلام معروف ہے اور اس کے بارے میں میری رائے میں یوں کہنا چاہئے اس کی حدیث ان شاء اللہ تعالٰی حسن ہے ۱۲منہ (ت)

[50] القرآن ۳/۶۵

[51] عوارف المعارف ملحق احیاء العلوم الباب السادس والاربعون الخ مطبوعہ مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ مصر ص ۱۸۴

عنہ (جیسا کہ سیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ واقعہ ہوا۔ت) تو یہ اتفاقی عذر مسموع ہوگا اور امید ہے کہ صدق نیت وحسن تدبیر پر ثواب جماعت پائے گا **وباللہ التوفیق۔**

کیا تیری مسجد میں بہت اول وقت جماعت کرتے ہیں کہ دوپہر سے اس تک سونے کا وقفہ نہیں جب تو سب وقتوں سے چھوٹ گیا سو کر پڑھی یا پڑھ کر سوئے بات تو ایک ہی ہے جماعت پڑھ ہی کر سوئے کہ خوف فوت اصلًا نہ رہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم روز جمعہ کیا کرتے تھے۔

الشیخان عن سھل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ قال ماکنا نقیل ولانتغذی الابعدالجمعۃ[52]، **وفی لفظ للبخاری کنا نصلی مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجمعۃ ثم تکون القائلۃ**[53]، **وعندہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کنانبکر الی الجمعۃ ثم نقیل**[54]۔	بخاری ومسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیاہے کہ ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے اور کھانا کھاتے تھے، دوسری حدیث میں الفاظ بخاری یہ ہیں ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے پھر قیلولہ ہوتا تھا، اور بخاری میں ہی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ہم نماز جمعہ کی طرف جلدی جاتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے (ت)

غرض یہ تین صورتیں ہیں پیش از زوال سوا ٹھنا، بعد جماعت سونا ان میں کوئی خدشہ ہی نہیں، اور تیسری صورت میں وہ سات تدبیریں ہیں رب عزوجل سے ڈرے اور بصدق عزیمت ان پر عمل کرے پھر دیکھیں کیونکر تہجد تفویت جماعت کا موجب ہوتا ہے، بالجملہ نہ ماہ نیم ماہ کہ مہر نیمروز کی طرح روشن ہوا کہ عذر مذکور یکسر مدفوع ومحض نامسموع، جماعت وتہجد میں اصلًا تعارض نہیں کہ ایک کا حفظ دوسرے کے ترک کی دستاویز کیجئے اور بوجہ تعذر جمع راہ ترجیح لیجئے **ھذا ھو حق الجواب واللہ الھادی الی سبیل الصواب** (اور یہی حق جواب ہے اور اللہ تعالٰی ہی راہ صواب کی طرف ہادی ہے۔ت)

بااینہمہ اگر اس تقدیر ضائع وفرض خلاف واقع کامان لیناہی ضرور تو جماعت اولٰی پر تہجد کی ترجیح محض باطل ومہجور، اگر حسب تصریح عامہ کتب تہجد مستحب وحسب اختیار جمہور مشائخ جماعت واجب مانئے جب توظاہر کہ واجب ومستحب کی کیابرابری، نہ کہ اس کو اس پر تفضیل وبرتری، اور اگر تہجد میں اعلی الاقوال کی طرف ترقی

---

[52] صحیح البخاری باب قول اللہ عزوجل فاذاقضیت الصلوٰۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۸

[53] صحیح البخاری باب القائلہ بعدالجمعہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۸

[54] صحیح البخاری باب قول اللہ عزوجل فاذاقضیت الصلوٰۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۸

اور جماعت میں اونی الاحوال کی جانب تنزل کرکے دونوں کو سنت ہی مانئے تاہم تہجد کو جماعت سے کچھ نسبت نہیں جماعت بر تقدیر سنیت بھی تمام سنن حتی کہ سنت فجر سے بھی اہم وآکد واعظم ہے ولہذا اگر امام کو نماز فجر میں پائے اور سمجھے کہ سنتیں پڑھے گا تو تشہد بھی نہ ملے گا تو بالاجماع سنتیں ترک کرکے جماعت میں مل جائے **والمسئلۃ منصوص علیہا فی کتب المذھب کافۃ** (اس مسئلہ پر تمام کتب مذہب میں نص موجود ہے۔ت) طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں زیر قول مصنف **الجماعۃ سنۃ فی الاصح** (اصح قول کے مطابق جماعت سنت ہے۔ت) فرمایا

وفی البدائع عامۃ المشائخ علی الوجوب وبہ جزم فی التحفۃ وغیرھا وفی جامع الفقہ اعدل الاقوال واقواھا الوجوب (الی ان قال) وعلی القول بانھا سنۃ ھی اکد من سنۃ الفجر[55]۔	بدائع میں ہے کہ عامہ مشائخ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ اسی پر تحفہ وغیرہا میں جزم ہے اور جامع الفقہ میں ہے سب سے معتدل اور مضبوط قول وجوب کا ہے (آگے چل کر کہا) جن کے قول پر جماعت سنت ہے ان کے نزدیک یہ سنت فجر سے زیادہ مؤکد ہے۔ (ت)

ردالمحتار باب النوافل میں ہے:

لیس لہ ترک صلاۃ الجماعۃ لانھا من الشعائر فھی اکد من سنۃ الفجر ولذا یترکھا لوخاف فوت الجماعۃ[56]۔	عالم دین کے لئے باجماعت نماز کا ترک جائز نہیں کیونکہ یہ شعائر اسلام میں سے ہے اور اس میں فجر کی سنتوں سے زیادہ تاکید ہے یہی وجہ ہے کہ جماعت کے نہ ملنے کا خوف ہو تو سنن فجر کو ترک کیا جاسکتا ہے (ت)

اور سنت فجر بالاتفاق بقیہ تمام سنن سے افضل، ولہذا بصورت فوت مع الفریضہ بعد وقت قبل زوال ان کی قضا کا حکم ہے بخلاف سائر سنن کہ وقت کے بعد کسی کی قضا نہیں، ولہذا بلاعذر صحیح سنت فجر کو بیٹھ کر پڑھنا ناجائز بخلاف دیگر سنن کہ بے عذر بھی روا اگرچہ ثواب آدھا، ولہذا صاحبین رحمہما اللہ تعالٰی کہ قائل سنیت وتر ہوئے سنت فجر کو اس سے آکد ماننے کی طرف گئے، درمختار میں ہے:

السنن اٰکدھا سنۃ الفجر اتفاقا وقیل بوجوبھا فلاتجوز صلاتھا	وہ سنن جن پر سب سے زیادہ تاکید ہے وہ بالاتفاق فجر کی سنتیں ہیں، بعض نے انہیں واجب

[55] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الامامۃ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۵۶

[56] ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۹۹

قاعدا بلاعذر علی الاصح ولایجوز ترکھا لعالم صارمرجعا فی الفتاوی بخلاف باقی السنن وتقضی اذا فاتت معہ بخلاف الباقی[57] اھ ملخصا	قرار دیا ہے لہٰذا اصح قول کے مطابق بغیر عذر کے ان کو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہ ہوگا اور اس عالم کے لئے بھی ان کا ترک جائز نہیں جو فتوی جات کے لئے مرجع بن چکا ہو، یعنی فتوی نویسی سے فراغت نہ ملتی ہو، بخلاف باقی سنن کے، یعنی باقی سنن کو لوگوں کی حاجت فتوی کے پیش نظر چھوڑ سکتا ہے اور یہ سنن فرائض کے ساتھ اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا ہے جبکہ باقی سنن کی قضا نہیں اھ تلخیصًا (ت)

بحر الرائق میں ہے:

سنۃ الفجر اقوی السنن باتفاق الروایات لما فی الصحیحین عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت لم یکن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی شیئ من النوافل اشد تعاھدا منہ علی رکعتی الفجر[58]۔	فجر کی سنتیں بالاتفاق باقی تمام سنن سے اقوی ہیں جیسا کہ بخاری ومسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نوافل میں سب سے زیادہ حفاظت فجر کی سنتوں کی فرماتے تھے (ت)

اسی میں خلاصہ سے ہے:

اجمعوا علی ان رکعتی الفجر قاعدًا من غیر عذر لا تجوز کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ[59]	تمام فقہا کا اتفاق ہے کہ بغیر عذر کے فجر کی سنتیں بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں جیسا کہ حسن نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے (ت)

اسی میں قنیہ سے ہے:

اذا لم یسع وقت الفجر الا الوتر والفجر، اوالسنۃ والفجر فانہ یوتر ویترك السنۃ عند ابی حنیفۃ وعندھما السنۃ اولی من الوتر[60]۔	جب وقت فجر میں، وتر وفجر یا سنن وفجر کی ادائیگی کے سوا گنجائش نہ رہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وتر ادا کر لئے جائیں اور سنتیں ترک کر دی جائیں اور صاحبین کے ہاں سنتوں کی ادائیگی وتر کی ادائیگی سے افضل ہے۔ (ت)

[57] در مختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۹۵

[58] بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۷

[59] بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۷

[60] بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۸

پھر مذہب اصح پر سنت قبلیہ ظہر بقیہ سنن سے آکد ہیں

صححه المحسن واستحسنه المحقق فی الفتح فقال وقد احسن لان نقل المواظبة الصریحة علیها اقوی من نقل المواظبة الصریحة علیها اقوی من نقل مواظبته صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم علی غیرها من غیر رکعتی الفجر[61]ھ وکذا صححه فی الدرایة والعنایة والنهایة وکذا ذکر تصحیحه العلامة نوح کما فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح وکذا صححه فی البحر عن القنیة وعلله بورود الوعید وتبعه فی الدر۔	محسن نے اس کو صحیح اور محقق نے فتح میں اس کو مستحسن قرار دیا اور کہا انہوں نے اچھا کیا کیونکہ فجر کی سنتوں کے علاوہ سنن ظہر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جو مواظبت منقولہ سے زیادہ اقوی ہے اھ اور اسی طرح اسے درایہ، عنایہ اور نہایہ میں صحیح کہا اور اسی طرح علامہ نوح نے اس کی تصحیح ذکر کی جیسا کہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں مذکور ہے۔ بحر میں قنیہ کے حوالے سے صحیح کہا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ ان کے ترک پر وعید وارد ہے اور اس کی اتباع درمختار نے کی ہے۔ (ت)

اور امام شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک سنت فجر کے بعد افضل وآکد رکعتیں مغرب ہیں پھر رکعتیں ظہر پھر رکعتیں عشا پھر قبلیہ ظہر کما فی الفتح وغیرہ۔

قلت وعلیه مشی فی الهندیة عن تبیین الحقائق الامام الزیلعی فقال اقوی السنن رکعتا الفجر ثم سنة المغرب ثم التی بعد الظهر ثم التی بعد العشاء ثم التی قبل الظهر[62] (ملخصا)۔	**قلت** (میں کہتا ہوں) ہندیہ میں امام زیلعی کی تبیین الحقائق کے حوالے سے یہی بات بیان کرتے ہوئے کہا سب سے قوی اور مؤکد فجر کی سنتیں پھر سنت مغرب پھر بعدیہ ظہر پھر بعدیہ عشاء پھر قبلیہ ظہر (ملخصًا) (ت)

پھر شک نہیں کہ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک سب سنن رواتب تہجد سے اہم وآکد ہیں۔

اقول: وکیف لاوقد ثبت استنانها موکدا من دون تردد بخلاف التهجد فان	**اقول**: (میں کہتا ہوں) یہ کیسے نہ ہو حالانکہ ان سنن ورواتب کا مؤکد ہونا بغیر کسی تردّد کے ثابت ہے

---

[61] فتح القدیر باب النوافل مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۸۳

[62] تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ مطبعۃ کبرٰی امیریہ بولاق مصر ۱/۱۷۲

جمهور العلماء يعدونه من المندوبات حتى جاء المحقق ابن الهمام فبحث بحثا ولم يقطع قولا فتردد فى ندبه واستنانه مع التنصيص بان الادلة القولية انما تفيد الندب، ثم بحث تلميذه المحقق ابن اميرالحاج اشبهية سنيته على مافيه من نزاع طويل ولولا غرابة المقام و مخافة الطويل لاتينا بمافيه من قال وقيل۔	بخلاف تہجد کے، کیونکہ جمہور علماء اسے (یعنی تہجد کو) مندوبات میں شمار کرتے ہیں حتی کہ محقق ابن ہمام جب اس مسئلہ پر پہنچے تو انہوں نے خوب بحث کی لیکن وہ بھی اس بارے میں کوئی قطعی قول نہ کرسکے اور اس کے مندوب ومسنون ہونے میں متردد ہوئے، باوجود اس تنصیص کے کہ ادلہ قولیہ اس کے مندوب ہونے کو ظاہر کرتی ہیں، پھر ان کے شاگرد محقق ابن امیر الحاج نے اس کے سنت ہونے کو اشبہ ومختار کیا۔ علاوہ ازیں اس میں طویل نزاع کو ذکر کیا ہے اگر غرابت مقام اور طوالت کاخوف نہ ہوتا تو ہم وہ تمام گفتگو یہاں ذکر کردیتے۔ (ت)

ولہٰذا ہمارے علماء سنن رواتب کی نسبت فرماتے ہیں:

انها لتاكدها اشبهت الفريضة[63] كما فى الدر۔	یہ سنن رواتب تاکید کی بناپر فرائض کے مشابہ ہیں جیسا کہ در میں ہے (ت)

اور یہی مذہب جمہور ومشرب منصور ہے

وان خالفهم الامام ابواسحاق المروزى من الشافعية فقال بتفضيل التهجد مطلقا، وتبعه الامام الاجل ابوزكريا النووى الشافعى فى المنهاج مستدلا بما لاحجة له فيه عند التدقيق كما بيناه في عـــہ	اپنے بعض حواشی میں اسے بیان کیا ہے اور آپ جانتے اگرچہ امام ابواسحاق شافعی مروزی نے ہمارے اصحاب کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ تہجد ہر حال میں سنن رواتب سے افضل ہے، امام اجل ابوزکریا نووی شافعی نے منہاج میں ایسی دلیل دیتے ہوئے ان کی اتباع کی کہ جو تحقیق وتدقیق کے بعد حجت نہیں بن سکتی جیسا کہ ہم نے

عـــہ اخرجه الائمة احمد ومسلم وللاربعة عن ابى هريرة ومحمد بن هارون الرويانى فى مسنده و الطبرانى	اسے امام احمد، امام مسلم اور دیگر چاروں محدثین ائمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، اور شیخ محمد ہارون رویانی نے اپنی مسند اور (باقی برصفحہ آئندہ)

[63] درمختار ، باب الوتر والنوافل، مطبع مجتبائی دہلی ، ۹۵/۱

بعض تعلیقاتنا وقد علمت مذہب اصحابنا	اپنے بعض حواشی میں اسے بیان کیا ہے اور آپ جانتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

فی الکبیر عن جندب رضی اللہ تعالٰی عنھما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افضل الصلٰوۃ بعد المکتوبات صلاۃ فی جوف اللیل[64]۔ فحملہ ابواسحٰق المروزی ومن وافقہ علی ظاھرہ فقالوا ان صلٰوۃ اللیل افضل من السنن الراتبۃ قال الامام النووی وقال اکثر اصحابنا الرواتب افضل لانھا تشبہ الفرائض قال والاول اقوی واوفق للحدیث[65] ھ وتبعہ العلامۃ میرك فقال فیہ حجۃ لابی اسحٰق المروزی من شافعیۃ علی ان صلاۃ اللیل افضل من الرواتب ۔وقال اکثر العلماء ان الرواتب افضل و الاول اقوی لنص ھذا الحدیث قال وقد یجاب بان معناہ من افضل الصلاۃ وھو خلاف سیاق الحدیث[66] ھ امام موافقوا الجمہور فاولوہ بان المراد الفرائض و توابعھا ای کان الرواتب لشدۃ التصاقھا بالمکتوبات وشبھھا بھا دخلت فی قولہ صلی اللہ

طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت جندب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا، دونوں صحابی کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: فرائض کے بعد سب سے افضل نماز رات کے درمیانی حصہ کی نماز ہے۔ امام ابواسحاق مروزی اور ان کے ساتھ موافقت رکھنے والے علماء نے اسے اپنے ظاہری معنی پر محمول کرتے ہوئے کہا کہ رات کی نماز سنن راتبہ سے افضل ہے۔ امام نووی نے کہا کہ ہمارے اکثر علماء نے فرمایا کہ سنن راتبہ افضل ہیں کیونکہ وہ فرائض کے مشابہ ہیں اور فرمایا پہلا قول اقوی اور حدیث کے زیادہ موافق ہے اھ علامہ میرک نے اسی کا اتباع کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث امام ابواسحٰق مروزی شافعی کی اس بات پر دلیل ہے کہ رات کی نماز سنن راتبہ سے افضل ہیں۔اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ سنن مؤکدہ افضل ہے مگر پہلا قول اس نص حدیث کی وجہ سے قوی ہے، اور کہا کہ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ رات کی نماز افضل نماز میں سے ہے، اور یہ سیاق حدیث کے خلاف ہے اھ بہر حال جو جمہور کی موافقت کرنے والے ہیں وہ اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ یہاں سے اس سے مراد فرائض اور ان کے توابع دونوں ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

(باقی بر صفحہ آیندہ)

[64] صحیح مسلم کتاب الصوم ۱/۳۶۸

[65] شرح صحیح مسلم للنووی ۱/۳۶۹

[66] مرقات المفاتیح بحوالہ علامہ میرک ۳/۳۱۱

واجماعهم علی ان الاقوی	ہیں کہ ہمارے اصحاب کامذہب اور اجماع اس بات پر ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تعالٰی علیه وسلم بعد المکتوبة قال المولی علی القاری فی المرقاة افضل الصلٰوة بعد المفروضة ای توابعها من السنن المؤکدة [67] ھ وقال المناوی فی تیسیر ای ولواحقها من الرواتب ونحوها من کل نفل یسن جماعة اذهی افضل من مطلق النفل علی الاصح[68]ھ ومثلها فی السراج المنیر للعزیزی وقال محمد الحفنی فی تعلیقاته علی الجامع الصغیر ای النفل المطلق فی اللیل افضل منه فی النهار و الافا لراتبة فی النهار افضل منه فی النهار افضل من التهجد [69] ھ وابدی القاری جوابین اخرین، فقال وقد یقال التهجد افضل من حیث زیادة مشقته علی النفس وبعده عن الریاء والرواتب افضل من حیث الأکدیة فی المتابعة للمفروضة فلامنافاة[70] ھ ای ان التهجد له هذا الفضل الجزئی علی الرواتب فلاینافی فضلها الکلی قال اویقال صلاة اللیل افضل لاشتمالها

کے ارشاد گرامی "فرائض کے بعد" کے تحت سنن راتبہ بھی داخل ہیں کیونکہ سنن مؤکدہ کافرائض کے ساتھ شدید اتصال اور مشابہت ہے۔ ملاعلی قاری مرقات میں لکھتے ہیں افضل الصلاۃ بعد المفروضۃ یعنی بعد سنن مؤکدہ کے اھ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں اور یعنی فرائض سے ان کے لواحق (سنن مؤکدہ) اور وہ نوافل جن کی جماعت سنت ہے تمام مراد ہیں کیونکہ اصح قول کے مطابق وہ مطلق نفل سے افضل ہیں اھ یہی بات عزیزی کی سراج منیر میں ہے۔ محمد حفنی اپنی تعلیقات علی الجامع الصغیر میں لکھتے ہیں رات کے نوافل مطلقًا دن کے نوافل سے افضل ہیں ورنہ سنن راتبہ جو دن میں ہیں وہ تہجد سے افضل ہیں اھ اور ملاعلی قاری نے دو ۲ جواب اور دیئے اور کہا کبھی یوں کہاجاتا ہے کہ تہجد نفس پر زیادہ مشقت اور ریا سے دوری کی وجہ سے افضل ہے اور سنن جو فرائض کے ساتھ ہیں وہ فرائض کی متابعت میں زیادہ مؤکد ہیں وہ اس اعتبار سے افضل ہیں لہٰذا ان میں کوئی منافات نہیں ہے اھ یعنی اگر تہجد کو سنن مؤکد پر یہ فضیلت جزئی حاصل ہے تو یہ ان کی فضیلت کلی کے منافی نہیں ہے۔ فرمایا یا یوں کہاجاسکتا ہے کہ رات کی نماز (تہجد) افضل اس (باقی اگلے صفحے پر)

---

[67] مرقات المفاتیح حدیث ۱۲۳۶ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳/۳۱

[68] التیسیر مطبوعہ الریاض ۱/۱۸۵

[69] تعلیقات الحفنی علی السراج المنیر مطبوعہ مصر ۱/۲۴۴

[70] مرقات المفاتیح حدیث ۱۲۳۶ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳/۳۱۱

الآکد مطلقاً سنۃ الفجر	اقوی ومؤکد ہر حال میں فجر کی سنتیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

علی الوتر الذی ھو من الواجبات[71] ھ

اقول: ھذا لایصلح بیانا لمعنی کلام الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذلاواجب عندہ انما ثمہ طلب جازم فافتراض اوغیرجازم فندب کماحققہ المحقق حیث اطلق فی الفتح فان کان الوتر عندہ واجبا لدخل فی ثنیا المکتوبۃ ولوترك قولہ الذی ھو من الواجبات وھی الکلام علی استنان الوتر کما ھو مذھب الصاحبین لم یتجہ ایضا لان سنۃ الفجر افضل من الوتر علی قولھما کماسمعت۔

اقول: وظھر للعبد الضعیف جواب حسن احسن من کل ماسبق وھو ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یقل ان التھجد افضل الصلوۃ بعد المکتوبات حتی یکون دلیلا لمن شذ انما قال صلٰوۃ اللیل فان ثبت ان صلاہ اللیل تشتمل علی نافلۃ غیرالتھجد ھی افضل النوافل مطلقا حتی رواتب سقط

لئے ہے کہ وہ وتر پر مشتمل ہے جو کہ واجبات سے ہے اھ

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ بیان کلام شارع کے معنی کا بیان بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ اس کے ہاں کوئی واجب نہیں ہے وہاں تو طلب جازم ہو توافتراض ہے اگر جازم نہ ہو تو ندب ہے جیسا کہ فتح میں محقق نے تحقیق کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے اگر شارع کے ہاں وتر واجب ہوتا تو وہ فرض میں شامل ہوتا اور اگر ملا علی قاری کے قول الذی ھو من الواجبات کو چھوڑ دیا جائے یعنی ان کے کلام میں وتر کو استنان پر محمول کیا جائے جیسا کہ صاحبین کامذہب ہے تو بھی درست نہیں کیونکہ آپ سن چکے کہ ان کے قول کے مطابق فجر کی سنتیں وتر سے افضل ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اس عبد ضعیف کے لئے ایک ایسا جواب ظاہر ہوا ہے جو مذکورہ تمام جوابات سے احسن ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تہجد فرائض کے بعد افضل صلٰوۃ ہے، حتی کہ یہ مخالفین جمہور کی دلیل بنے، بلکہ آپ نے صلٰوۃ اللیل (رات کی نماز) فرمایا ہے اب اگر یہ ثابت ہو جائے کہ رات کی نماز تہجد کے علاوہ دیگر نوافل پر بھی مشتمل ہے جو کہ مطلق نوافل حتی کہ سنن مؤکدہ سے بھی افضل ہو تو پھر اس حدیث سے (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[71] مرقات المفاتیح حدیث ۱۲۳۶ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳/۳۱۲

فلاعلیك من جنوح الفاضل میرك وباللّٰه التوفیق تعالٰی وتبارك۔	ہیں اور فاضل میرک کی بحث و گفتگو قابل توجہ نہیں وباللہ التوفیق تعالٰی وتبارک۔(ت)

توتہجد جماعت کے کمتر از کمتر از کمتر سے کمتر پانچویں درجہ میں واقع ہے سب سے آکد جماعت [1]پھر [2]سنت فجر پھر [3]قبلیہ ظہر پھر [4]رواتب پھر [5]تہجد وغیرہ سنن ونوافل، اور دوسرے قول پر توکہیں ساتویں درجے میں جاکرپڑے گا کہ سب سے اقوی جماعت [1]پھر [2]سنت فجر پھر [3]سنت مغرب پھر [4]بعدیہ ظہر پھر [5]بعدیہ عشاء پھر [6]قبلیہ ظہر پھر تہجد وغیرہا۔ پس تہجد کو سنت ٹھہرا کر بھی جماعت سے افضل کیا، برابر کہنے کی بھی اصلا کوئی راہ نہیں، نہ کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الاحتجاج به وھوثابت بحمد الله تعالٰی بحدیث الصحیحین عن ام المؤمنین الصدیقة رضی الله تعالٰی عنھا قالت کان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرة رکعة منھا الوتر ورکعتا الفجر [72] فھذا ام المؤمنین وامام الفقھاء والمحدثین وغرة العرب العرباء الافصحین رضی الله تعالٰی عنھا قدعدت سنت الفجر من صلاة اللیل فھذه ھی النافلة التی تفوق الصلوات کلھا بعدالمکتوب فبالاشتمال علیھا فضلت صلٰوة اللیل علی صلاة النھار بالاطلاق فھذا الجواب القاطع بحمدالله تعالٰی ثم لاغرومن الامام الاجل النووی انما العجب من العلامة میرك کیف تبعه وخالف اجماع ائمة مذھبه علی ان سنه الفجر اٰکد النوافل مطلقا وبالله التوفیق ۱۲منه (م)

استدلال ساقط ہو جائے گا اور یہ بات بحمداللہ تعالٰی بخاری ومسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے جو اُم المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رات کو تیرہ [13] رکعت پڑھتے تھے ان میں وتر اور فجر کی سنتیں بھی ہوتی تھیں۔ یاد رہے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا اُم المؤمنین، امام الفقہا، والمحدثین اور سرتاج فصحاء وبلغاء ہیں انہوں نے سنن فجر کو رات کی نماز میں شمار فرمایا ہے۔ پس یہ نوافل فرائض کے بعد تمام نمازوں پر افضل ٹھہرے، چونکہ یہ نوافل صلٰوۃ اللیل پر بھی مشتمل ہیں اس لئے رات کی نماز دن کی ہر نماز سے افضل قرار پائی۔ بحمداللہ تعالٰی یہ قاطع جواب ہے۔ پھر امام نووی پر تو کوئی افسوس نہیں تعجب تو علامہ میرک پر ہے کہ انہوں نے امام نووی کی اتباع کرتے ہوئے اپنے ائمہ مذہب کے خلاف بات کیوں کہی، حالانکہ ائمہ مذہب کا اتفاق ہے کہ سنن فجر مطلقاً نوافل سے مؤکد ہیں خواہ رات کے ہوں یا دن کے، وباللہ التوفیق ۱۲منہ (ت)

---

[72] صحیح البخاری کتاب التہجد باب کیف صلوٰۃ اللیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۳

مستحب مان کر، اگر کہئے یہاں کلام جماعت اولٰی میں ہے کہ سوال میں اس کی تصریح موجود اور واجب یا اس اعلٰی درجہ کی مؤکد مطلق جماعت ہے نہ خاص جماعت اولٰی بلکہ وہ صرف افضل واولٰی اور فضل تہجد اس سے اعظم واعلٰی تو حفظ تہجد کے لئے ترک اولٰی جائز وروا اگرچہ افضل ایتان وادا۔

اقول: **وباللہ التوفیق** (میں اللہ تعالٰی کی مدد سے کہتا ہوں۔ت) قطع نظر اس سے کہ جب تعارض مسلّم اور فضل تہجد آکد واعظم توحفظ تہجد کو ترک اُولٰی نہ ترک اَولٰی، بلکہ ترک ہی اَولٰی کمالایخفی (جیساکہ مخفی نہیں ہے۔ت) یہ تاصیل وتفریع سراسر بے اصل واحداث شنیع کہ نہ احادیث حضور پرنور سیدالانام علیہ وعلٰی آلہ الصلاۃ والسلام اس کے مساعد، نہ کلمات وروایات علمائے کرام وفقہائے عظام مؤید وشاہد، گر ایسا ہو تو بے عذر فوت تہجد وغیرہ بھلے چنگے بیٹھے بٹھائے بھی جماعت اولٰی قصداً فوت کردینا جائز وروا ہو جبکہ ایک آدمی اپنے ساتھ جماعت کے لئے حاضر ومہیا ہو کہ آخر کچھ گناہ نہ کیا صرف ایک اولویت ترک کی جس میں حکم کراہت بھی نہیں، معاذاللہ مسلمان اگر اس پر عمل کریں توامر جماعت میں کس قدر تفرقہ شنیعہ واقع ہوتا ہے وجوب جان کر ترک پر سخت سخت وعیدیں سن کر تو بہت لوگ کسل وکاہلی کرجاتے ہیں کاش یہ سن پائیں کہ جماعت اولٰی کی حاضری شرعاً کچھ ضرور نہیں ایک بہتر بات ہے کی کی نہ کی نہ کی، تو ابھی جو رہا سہا انتظام ہے سب درہم برہم ہوا جاتا ہے، لوگ مزے سے اذان سنیں اور اپنے لہو ولعب میں مشغول رہیں کہ جلدی کیا ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ بنالیں گے، کیا ایسی ہی متفرق بے نظم جماعتوں کی طرف حضور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بلایا، کیا انہیں کے ترک پر سخت سخت جگر شگاف وعیدوں کا حکم سنایا! حاش للہ ثم حاش للہ! ذرا نگاہ انصاف درکار کہ یہ قصداً تفریق جماعت وتقلیل حضار کس قدر مقاصد شرع سے دور اور نورانیت حق وصواب سے بعید ومہجور ہے، نہیں نہیں بلکہ یقینا وجوب وتاکد مذکور، خاص جماعت اولٰی کے لئے منظور اور وہی صدر اول سے معہود، اور وہی احادیث وعید علی الترک میں مقصود، اور زنہار زنہار ہرگز جائز نہیں کہ بے عذر مقبول شرعی جماعت ثانیہ کے بھروسے پر جماعت اولٰی قصداً چھوڑدیجئے اور داعی الٰہی کی اجابت نہ کیجئے، جماعت ثانیہ کی تشریع اس غرض سے ہے کہ احیاناً بعض مسلمین کسی عذر صحیح مثل مدافعت اخبثین یا حاجت طعام وغیرہا کے باعث جماعت اولٰی سے رہ جائیں وہ برکت جماعت سے مطلقاً محرومی نہ پائیں بے اعلان[عہ] وتداعی محراب سے جدا ایک گوشے میں جماعت کرلیں نہ کہ اذان ہوتی ہے داعی الٰہی پکارا کرے جماعت اولٰی ہوا کرے (یہ) مزے سے گھر میں بیٹھے باتیں بنائیں یا پاؤں پھیلا کر آرام فرمائیں کہ عجلت کیا ہے ہم اور کرلیں گے یہ قطعاً یقینا بدعت سیہ شنیعہ ہے۔

عــہ　اعلان وتداعی معروف شرعی کہ نماز کے لئے مقرر ہے یعنی اذان ۱۲منہ (م)

هذا مما لايشك فيه من دخل بستان الفقه فشم عرفا لانوارہ الفائحة اوفتح اجفان الفکر فشام برقا من انوارہ اللائحة ومالنا نسترسل فی سر والبراهين علی مثل هذا الواضح المبين ولکن لاباس ان نذکر شيأ من التنبيه ليستظهر الفقيه ويتذکر النبيه۔	اس بارے میں اس شخص کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا جس نے گلستان فقہ کے مہکتے ہوئے پھولوں سے کچھ خوشبو پائی ہو یا اس کے روشن انوار سے مشام جان کو معطر کیا ہو اور ہم اس معاملہ کو ترک نہیں کرسکتے باوجودیکہ اس پر واضح دلائل موجود ہیں کوئی حرج نہیں کہ ہم تنبیہ ذکر کردیں تاکہ صاحب فقہ پر استحضار ہوجائے اور صاحب فہم محفوظ کرے۔(ت)

فاقول: وبه نستعين (میں اللہ تعالٰی کی مدد سے کہتاہوں۔ت) **اولاً** فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کاایک موجز وجامع رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی **حسن البراعة فی تنقيد حکم الجماعة** ہے جس میں بفضلہٖ سبحٰنہ، وتعالٰی حکم جماعت کی تحقیق حدیثی وفقہی اعلٰی درجہ کمال وجمال پر موفق ہوئی، ہمارے علماء سے درباب شاذ ومشہور ومقبول ومہجور چھ[۲] قول ماثور:

(۱) فرض عین　　　　(۲) فرض کفایہ

(۳) واجب عین　　　　(۴) واجب کفایہ

(۵) سنت مؤکدہ　　　　(۶) مستحب

اس نفیس مبارک رسالہ نے بعونہ تعالٰی ثابت کردکھلایا کہ ان اقوال میں اصلاً تدافع وتمانع نہیں سب حق وصحیح اور اپنے اپنے معنی پر رجیح و نجیح ہیں، یہ جلیل تحقیق جمیل توفیق وللہ الحمد والمنۃ عجب نادر وعنقائے مغرب ہے جس کانام سن کر ناظر متحیرانہ کہے ھذالایکون وکیف یکون (یہ نہیں ہوسکتا اور کیسے ہوسکتا ہے۔ت) اور جب اس کی زاہر تحریر باہر تقریر پر اطلاع پائے متعجبانہ اعتراف کرے کہ **لمثل هذا فليعمل العاملون** (کام کرنے والوں کو ایسا ہی کام کرنا چاہئے۔ت)

اس رسالہ میں ہم نے احادیث عبداللہ بن عباس وابوہریرہ وکعب بن عجرہ وانس بن مالک وعثمان غنی وعمرو بن ام مکتوم وابوامامہ وجابر بن عبداللہ وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت کیا کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اذان سن کر حاضری واجب فرمائی، اداشناس سخن انہی احادیث سے جان سکتاہے کہ اذان کس جماعت کے لئے بلاتی اور شرع اس کی اجابت کیوں واجب فرماتی ہے مگر میں یہاں اصرح واوضح ذکر کروں حدیث حسن معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اوپر گزری جس میں ندا

سن کر حاضری ہونے پر حکم جفاو کفر ونفاق فرمایا گیا، طبرانی کے یہاں بطریق آخر یوں آئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

حسب المومن من الشقاء والخیبۃ ان یسمع المؤذن یثوب بالصلاۃ فلا یجیبہ[73]۔	مؤمن کو یہ بدبختی ونامرادی بہت ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سنے اور اس کا بلانا قبول نہ کرے۔(ت)

اس روایت نے روایت سابقہ کی تفسیر کردی کہ وہاں بھی ندا سے یہی تکبیر مراد تھی **فان الاحادیث یفسر بعضھا بعضا وخیر تفسیر للحدیث مایستبین بجمع طرقہ** (احادیث ایک دوسرے کی تفسیر ہیں اور حدیث کی سب سے بہتر تفسیر وہ ہے جو اس حدیث کے تمام طرق کو جمع کرنے پر ہو۔ت) بلکہ عندالتحقیق احادیث ایجاب اجابت فعلیہ عندالاذان کا مرجع بھی اسی طرف کہ ہم نے رسالہ مذکورہ میں احادیث وآثار ابوقتادہ وجابر بن عبداللہ وام المؤمنین وابوہریرہ وجابر بن سمرہ وامیر المومنین فاروق اعظم وعبداللہ بن عمر وابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت کیا کہ یہ وجوب تاوقت اقامت موسع ہے اگرچہ قنیہ ومجتبی میں صراحۃً تضییق کی کہ جو اذان سن کر تکبیر کے انتظار میں بیٹھا رہے بدکار ومردود الشہادۃ ہے۔ بحر الرائق میں ہے:

فی القنیۃ لو انتظر الاقامۃ لدخول المسجد فھو مسیئ[74]۔	قنیہ میں ہے اگر اذان سن کر دخول مسجد کے لئے اقامت کا انتظار کرتا ہے تو گنہگار ہوگا(ت)

اسی میں ہے:

فی المجتبٰی من کتاب الشھادۃ من سمع الاذان وانتظر الاقامۃ فی بیتہ لاتقبل شھادتہ[75]۔	مجتبی کی کتاب الشہادۃ سے ہے جو شخص اذان سن کر گھر میں اقامت کا انتظار کرتا ہے اس کی شہادت قبول نہیں۔(ت)

غرض حدیث سے ثابت کہ جو تکبیر سن کر حاضر جماعت نہ ہو اسے بدبخت، نامراد، ظالم، اظلم، کافر، منافق فرمایا گیا۔ للہ انصاف! کیا تکبیر کسی مطلق جماعت کی طرف بلاتی ہے، کیا اس جماعت میں ملونہ ملو ہر دعوت تکبیر کی اجابت ہو جاتی ہے، کیا اس میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے یہ معنی ہیں کہ چاہے اس

---

[73] المعجم الکبیر مروی از معاذ بن انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۹۶ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۸۳/۲۰

[74] بحر الرائق بحوالہ القنیہ باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۵/۱

[75] بحر الرائق بحوالہ القنیہ باب الاذان مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۶۰/۱

نماز وفلاح میں حاضر ہو چاہے نہ آؤ اپنی الگ کرلینا، شاید قد قامت الصلٰوۃ کا یہی مطلب ہوگا کہ یہ نماز تو کھڑی ہو ہی گئی اب اس میں آکر کیا کروگے تم اور کوئی بیٹھی ہوئی اٹھانا حاشا وکلّا بلکہ تکبیر اسی جماعت کی طرف بلاتی اور اس کی عدم حاضری پر وہ حکم وظلم وکفر ونفاق وشقاوت وخیبت ہے تو قطعًا حکم وجوب وتاکد کی مصداق یہی ماثور ومعہود جماعت ہے۔

ثانیًا: یہ توسیع توہمارے طور پر تھی اگر تصریح قنیہ ومجتبی وتقریر بحر پر نظر کیجئے توامر اظہر کہاں وہ تضییق کہ اذان کے بعد تکبیر کا انتظار بھی جائز نہیں، کہاں یہ توسیع شنیع کہ سرے سے جماعت اولٰی میں حاضر ہونا ہی کچھ ضرور نہیں۔

ثالثًا روشن تر نص قاطع لیجئے سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاشانہ اطہر سے مسجد انور میں قریب عـــہ۱ امام جلوہ فرما ہوتے، ایک دن نماز عـــہ۲ عشاء کو تشریف لائے جماعت عـــہ۳ میں قلّت دیکھی کچھ لوگ حاضر نہ پائے نہایت عـــہ۴

عـــہ۱ ھذا ثابت فی غیرھذا الحدیث من عدۃ احادیث صحاح اوردناھا فی حسن البراعۃ ۱۲منہ رحمہ اللہ (م)

یہ بات اس حدیث کے علاوہ متعدد احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے جنہیں ہم نے حسن البراعۃ فی تنقید حکم الجماعۃ میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ (ت)

عـــہ۲ ھذا منصوص علیہ فی ھذا الحدیث عند غیرہ ۱۲منہ رحمہ اللہ

امام مسلم نے اپنی صحیح اور دیگر محدثین نے اسی حدیث میں اس بات پر تصریح کی ہے ۱۲منہ رحمہ اللہ (ت)

عـــہ۳ ھذا عند احمد وغیرہ من حدیث کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وعند سراج فی مسندہ فی ھذا الحدیث۔(م)

یہ حدیث امام احمد وغیرہ محدثین کے ہاں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے اور سراج کے ہاں مسند سراج میں بھی اسی حدیث کے تحت مذکور ہے۔(ت)

عـــہ۴ ھذا فی روایۃ السراج قال ثم خرج الی المسجد فاذا الناس عزون واذاھم قلیلون فغضب غضبا شدیدا الا اعلم انہ رأیتہ غضب غضبا اشد منہ ثم قال لقد ھممت ان امرر جلایصلی بالناس ثم اتتبع ھذہ الدور التی تخلف اھلوھا عن ھذہ الصلاۃ فاضرمھا علیھم بالنیران[76] (م)

یہ روایت سراج میں ہے، کہا: پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لے گئے تو جو لوگ حاضر تھے وہ تھوڑے تھے آپ سخت غضب میں ہوگئے، میں نے آج تک آپ کو اتنا غضبناک کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر فرمایا: میں ارادہ کرتا ہوں میں کسی آدمی کو حکم دوں جو جماعت کروائے پھر میں ان گھروں کی طرف جاؤں جن کے اہل اس نماز میں حاضر نہیں ہوئے اور ان کو آگ سے جلادوں۔(ت)

[76] عمدۃ القاری بحوالہ مسند سراج باب وجوب صلٰوۃ الجماعۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۶۰/۵

شدید غضب وجلال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چہرہ اقدس سے ظاہر ہوا، ارشاد فرمایا: خدا کی قسم میرے جی میں آتا ہے کہ مؤذن کو تکبیر کا حکم دوں پھر کسی کو عـــہ امامت کے لئے فرماؤں پھر بھڑکتی ہوئی مشعلیں لے جاؤں اور ان لوگوں پر ان لوگوں کے گھر پھونک دوں جنہیں یہ اذان سنے یہ وقت ہوگیا اب تک گھروں سے نماز کو

(عـــہ)فان قلت الیس فی نفس الحدیث مایدل ان الاولی لاتجب عیناً والالماھم ھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یقیم الصلاۃ ثم ینصرف الیھم لاحراق بیوتھم۔

اگر آپ کہیں کہ کیا نفس حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس بات پر دلالت کررہی ہو کہ پہلی (جماعت) واجب عینی نہیں ہے ورنہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کسی کو جماعت قائم کرنے کا حکم دے کر اس (جماعت میں نہ حاضر ہونے والوں) کے گھروں کو جلانے کا ارادہ نہ کرتے۔

قلت ھذا السؤال قد اورد قبل علی الاحتجاج بالحدیث لوجوب الجماعۃ وقد تصدی العلماء لجوابہ قال العلامۃ البدر محمود العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری الثالث (ای من وجوہ الجواب عن حدیث الباب) ماقالہ ابن بزیزۃ عن بعضھم انہ استنبط من نفس الحدیث عدم الوجوب لکونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھم بالتوجہ الی المتخلفین فلوکانت الجماعۃ فرض عین ماھم بترکھا اذا توجہ قال العینی ثم نظر فیہ ابن بزیزۃ بان الواجب یجوز ترکہ لما ھو اوجب منہ[77] ھ کلام العمدۃ۔

قلت (میں کہتاہوں) پہلے یہی سوال اس حدیث سے وجوب جماعت پر استدلال کرنے پر وارد ہوا اور علماء اس کے جواب کے درپے ہوئے ہیں چنانچہ علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں لکھا تیسرا (یعنی حدیث باب پر اعتراض کے جوابات میں سے) جواب وہ ہے جو ابن بزیزہ نے بعض محدثین کے حوالے سے ذکر کیا وہ یہ ہے کہ نفس حدیث سے عدم وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضر نہ ہونے والوں کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہے اگر جماعت فرض عین ہوتی تو آپ اسے چھوڑ کر وہاں جانے کا ارادہ نہ کرتے۔ امام عینی کہتے ہیں پھر ابن بزیزہ نے اس کو یہ کہتے ہوئے محل نظر قرار دیا کہ بعض اوقات اہم واجب کی وجہ سے دوسرے کم درجہ واجب کو ترک کیا جاسکتا ہے اھ (عمدۃ القاری کی عبارت ختم ہوئی) (باقی برصفحہ آئندہ)

[77] عمدۃ القاری باب وجوب صلوٰۃ الجماعۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۵/۱۶۴

نہیں نکلتے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اقول: فلقد صح مثل ذلك عنه صلى الله تعالٰى عليه وسلم فى الجمعة اخرج مسلم فى صحيحه عن عبدالله يعنى ابن مسعود رضى الله تعالٰى عنه ان النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم قال لقوم يتخلفون عن الجمعة لقد هممت ان اٰمر رجلايصلى بالناس ثم احرق على رجال يتخلفون عن الجمعة بيوتهم[78]۔

اقول: (میں کہتاہوں) یہی بات صحت کے ساتھ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نماز جمعہ کے بارے میں بھی ثابت ہے، امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیاکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جمعہ سے غیر حاضر لوگوں کے بارے میں فرمایا: میراجی چاہتاہے کہ میں کسی آدمی کو جماعت کاحکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھرجلادوں جو جمعہ سے غیر حاضر رہتے ہیں۔

اقول: علا ان عبدالله بن وهب روى الحديث فى مسنده فقال حدثنا ابن ابى ذئب حدثنا عجلان عن ابى هريرة رضى الله تعالٰى عنه فذكر الحديث وفيه لينتهين رجال من حول المسجد لايشهدون العشاء اولاحرقن بيوتهم[79] وقد قال فى حديث سقناه عن الجامع الصحيح ثم اٰخذ شعلا من نار ولانسلم ان بين ان يذهب بعد الاقامة بشعل قد اوقدت الى بيوت حول المسجد فيضرمها عليهم وبين الرجوع الى المسجد مايوجب

اقول: (میں کہتاہوں) اس کے علاوہ عبداللہ بن وہب نے اپنی مسند میں ذکر کیاکہ ہمیں ابن ابی ذئب نے انہیں عجلان نے انہیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث بیان کی پھر حدیث ذکر کی اس کے الفاظ یوں ہیں: مسجد کے پڑوسی ضرور بازآجائیں جو نمازعشا میں حاضر نہیں ہوتے، ورنہ میں ان کے گھرجلادوں گا۔اور اس حدیث میں جسے ہم نے جامع صحیح کے حوالے سے لکھا یہ بھی ہے، فرمایا پھر میں آگ کی مشعل لوں اور ہم نہیں مانتے کہ درمیان اس کے کہ اقامت کے بعد آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کامسجد کے اردگرد لوگوں کے گھروں کوجلانے کے لئے مشعل لے کرجانااور درمیان اس کے کہ مسجد کی طرف لوٹ آنا کوئی

(باقی برصفحہ آیندہ)

[78] صحیح مسلم باب فضل صلٰوۃ الجماعۃ بیان التشدید فی التخلف عنہا مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۳۲

[79] عمدۃ القاری بحوالہ مسند عبداللہ بن وہب مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر ۵/۱۶۰

البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس صلاۃ اثقل علی المنافقین من الفجر والعشاء ولو یعلمون مافیہما لاتوھما ولوحَبوًا لقد ھممت ان اٰمر المؤذن فیقیم ثم اٰمر رجلا یؤم الناس ثم اٰخذ شعلامن نار فاحرق علی من لایخرج الی الصلاۃ	البخاری، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر فجر وعشا کی نماز سے بڑھ کر کوئی نماز بھاری نہیں۔اگرانہیں ان کے درجہ وفضیلت کا علم ہو جائے تو وہ گھٹنوں کے بل ان کی ادائیگی کے لئے آئیں، میرا جی چاہتا ہے کہ میں مؤذن کو تکبیر کا کہوں اور کسی دوسرے کو جماعت کا حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں آگ کی مشعل لے کر ان پر پھینکوں جو نماز کے لئے ابھی تک گھروں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تفویت الجماعۃ حتی یلزم الترك نعم یفوت الادراك من اول الصلاۃ وھولیس الافضیلۃ، ربما یترك لاقل من ھذا اعلی، السکینۃ فی المشی لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا سمعتم الاقامۃ فامشوا الی الصلاۃ وعلیکم بالسکینۃ و الوقار فما ادرکتم فصلوا ومافاتکم فاتموا[80]، رواہ الشیخان وغیرھما عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فسقط الاشکال راسا وللہ الحمد واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (م)

زیادہ وقت ہے جو جماعت کو فوت کر دیتا ہے، حتی کہ ترک جماعت لازم آئے، ہاں اول نماز کا فوت ہونا لازم آتا ہے اور وہ فضیلت کے سوا کچھ بھی نہیں، بعض اوقات اس سے بھی کم درجہ شی کی بنا پر اعلٰی کو تک کیا جا سکتا ہے، مثلاً جماعت کے لئے دوڑنے کی بجائے سکون سے چلنا چاہئے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان ہے جب تم اقامت سنو تو نماز کی طرف چلو دراں حال تم پر سکون و وقار لازم ہے جو حصہ نماز پالو اسے ادا کرو اور جو رہ جائے اسے پورا کرلو۔اسے بخاری ومسلم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے، تو اب اشکال سرے سے ختم ہوگیا۔ وللہ الحمد واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

[80] صحیح بخاری باب ماادرکتم فصلوا الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۸

بعد[81] عـــہ	سے نہیں نکلے۔ (ت)

یہ حدیث صحیح نص صریح ہے کہ وقت اقامت تک مسجد میں حاضر نہ ہونا وہ جرم قبیح ہے جس پر حضور اقدس صلوات اللہ تعالٰی وتسلیماتہ علیہ وعلٰی آلہ الکرام نے ان لوگوں کے جلادینے کا قصد فرمایا، علماء فرماتے ہیں یہ ارشاد کہ تکبیر کہلواکر نماز شروع کراؤں اس کے بعد تشریف لے جاؤں اسی بناپر تھاکہ ان کی عدم حاضری ثابت اور الزام تخلف قائم ہولے اس کا منشا وہی تحقیق ہے جو ہم نے ذکر کی کہ ایجاب اجابت تاوقت اقامت موسع ہے۔امام اجل ابوزکریا نووی رحمۃاللہ تعالٰی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

انما ھم باتیانھم بعد اقامۃ الصلاۃ لان بذالك یتحقق مخالفتھم وتخلفھم	اقامت نماز کے بعد آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا ان کی طرف جانے کا ارادہ اس لئے ہے کہ یہ وہی

عـــہ قولہ بعد نقیض قبل مبنی علی الضم فلما حذف منہ المضاف الیہ بنی علی الضم وسمی غایۃ لانتھاء الکلام الیھا والمعنی بعد ان یسمع النداء الی الصلاۃ[82] ھ عمدۃ القاری **قلت** والنفی اذا لاقی زمانا استغرق جمیع اجزائہ فیمتدّ من بدء وقت المضاف الیہ الی اٰن التکلم، ولذا یرجع حاصلہ فی امثال المقام الی قولك الی الاٰن، تقول ماجاء نی بعد ای بعد ان ذھب الی ھذا الحین وھذا معنی قولہ سمی غایۃ لانتھاء الکلام الیھا ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

قولہ "بعد" یہ قبل کی نقیض ہے یہ مبنی علم الضم ہے۔کیونکہ جب اس کا مضاف الیہ محذوف ہو تو یہ مبنی علی الضم ہوتا ہے۔کلام اس پر ختم ہونے کی وجہ سے اسے غایت بھی کہا جاتا ہے۔الفاظ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو نماز کی اذان سن کر نماز کے لئے نہیں آتے اھ عمدۃ القاری **قلت** (میں کہتا ہوں) جب نفی کسی زمان پر ملاقی ہو تو تمام اجزاء کو محیط ہو گی تو اس کا احاطہ وقت مضاف الیہ کی ابتداء سے لے کر وقت تکلم تک ہوتا ہے، اسی لئے ایسی عبارت کا معنی ایسے مقامات پر مثلاً "اب تک" ہوتا ہے مثلاً کوئی کہے ماجاء نی بعد یعنی وہ جانے کے بعد اس وقت تک نہیں آیا، اور جو انہوں نے کہا کہ اس پر انتہاء کلام کی وجہ سے اسے غایت کہا جاتا ہے اس کا معنی ومفہوم بھی یہی ہے ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

---

[81] صحیح البخاری باب فضل صلاۃ العشاء فی الجماعۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۹۰

[82] عمدۃ القاری باب فضل صلاۃ العشاء فی الجماعۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۵/۱۷۴

فلیتوجه اللوم علیهم [83] الخ	وقت ہے جب نہ آنے والوں کی عدم حاضری اور الزام تخلف ثابت ہوچکا جس کی وجہ سے وہ ملامت کے مستحق قرار پائے ہیں الخ (ت)

اقول: یہاں سے واضح ہوگیا کہ ظاہر حدیث میں جو کلام قنیہ و مجتبٰی کی تائید نکلتی تھی ممنوع وساقط ہے معہذا شک نہیں کہ حضور مسجد بنفسہٖ عبادت مقصودہ نہیں بلکہ غرض شہود جماعت ہے اور قبل از اقامت فوت جماعت غیر معقول تو اقامت تک وجوب موسع ماننے سے چارہ نہیں مگر بات یہ ہے کہ اقامت تک تاخیر یا تو امام معین کو میسر جس کے بن آئے جماعت قائم ہی نہ ہوگی یا اسے جس کا مکان مسجد سے ایسا ملاصق کہ تکبیر کی آواز اس پر مخفی نہ رہے گی ان کے سوا اور نمازیوں کو انتظار اقامت کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں کہ جب نہ تکبیر ان پر موقوف نہ انہیں اس کی آواز آئے گی تو کس چیز کا انتظار کررہے ہیں ایسوں کو اُسی وقت تک تاخیر واجب تک تفویت کا خوف نہ ہو حدیث ایسے ہی لوگوں پر محمول اور ممکن کہ کلام قنیہ و مجتبٰی بھی اسی معنی پر حمل کریں **فیحصل التوفیق وبالله التوفیق**۔

رابعًا: اگر بفرض باطل یہ احکام مطلق جماعت کے ہوتے کہ اولٰی وثانیہ دونوں جس کے فرد کو واجب تھا کہ بعد فوت اولٰی ثانیہ بالتعیین واجب ومؤکد ہوتی کہ اب برات ذمہ اسی فرد میں منحصر ہوگئی حالانکہ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بعد فوت اولٰی وجوب درکنار نفس جواز ثانیہ میں نزاع عظیم ہے ظاہر الروایہ عـــہ۱ منع وکراہت ہے اگرچہ ماخوذ ومختار جواز ہے جبکہ بے اعادہ اذان ہیأۃ اولٰی بدل کر ہو **کما بیناہ فی فتاوٰنا بما یقبل المنصف وان کابر المتعسف** (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تفصیل بیان کردی ہے جسے منصف قبول اور متعسف مخالفت کرے گا۔ت) امام اجل ظہیر الدین مرغینانی رحمہ اللہ تعالٰی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں:

لودخل جماعة المسجد بعد مایصلی فیه اهله یصلون وحدانا وهوظاهر الروایة [84]۔	اگر کچھ آدمی کسی ایسی مسجد میں داخل ہوئے کہ وہاں کے لوگ باجماعت نماز اداکرچکے تھے تو اب یہ تنہا تنہا پڑھیں اور یہی ظاہر روایت ہے۔(ت)

عـــہ۱ یہاں کلام علی ماھو المشہور بین کثیر من الناس ہے فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ پر کہ اس کی تحقیق بجمیل توفیق و جلیل تطبیق فائض ہوئی خاص اسباب میں تحریر فقیر سے دیدنی ۱۲منہ رحمہ اللہ تعالٰی (م)

---

[83] شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ زیر حدیث مذکور مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۳۲

[84] ردالمحتار بحوالہ فتاوٰی ظہیریہ مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۴۰۹

وبعبارۃ اخری جس جماعت کو علماء واجب یاسنت موکدہ کہتے ہیں اس کا تاکد متفق علیہ ہے اور ثانیہ کا بعد فوت اولٰی بھی نفس جواز مختلف فیہ توثانیہ کسی وقت اس جماعت سے نہیں جس کا حکم وجوب وتاکد ہے لیکن ثانیہ دائما مطلق جماعت کی فرد ہے تولاجرم یہ احکام مطلق اصولی کے نہیں بلکہ خاص اولٰی کے ہیں **وھو المطلوب** (اور مطلوب یہی تھا۔ت) ردالمحتار میں ہے:

قدعلمت ان تکرارھا مکروہ فی ظاھر الروایۃ الا فی روایۃ عن الامام وروایۃ عن ابی یوسف عــہ **کما قدمناہ قریبا وسیأتی ان الراجح عند اھل المذھب وجوب الجماعۃ وانہ یاثم بتفویتھا اتفاقا**[85]۔	آپ نے جانا کہ جماعت کا تکرار ظاہر روایت میں مکروہ ہے مگرامام صاحب سے ایک روایت اور امام ابویوسف سے ایک روایت میں مکروہ نہیں جیسا کہ ہم نے ابھی پہلے بیان کیااور عنقریب آرہاہے کہ اہل مذہب کے ہاں راجح وجوب جماعت ہےاور جماعت کو فوت کرنے والا بالاتفاق گنہگار ہے(ت)

بھلاوہ کیاچیز ہے جس کی تفویت بالاتفاق گناہ ہے ثانیہ کو تواسی عبارت میں روایت مشہورہ پر مکروہ بتارہے ہیں لاجرم وہ اولٰی ہی ہے توثانیہ کے اعتماد پراسے فوت کرنا بالاتفاق گناہ ہےاور گناہ کی اجازت دینی اس سے بھی بدتر۔

وبعبارۃ ثالثۃ وہی علما کہ جماعت ثانیہ کو مکروہ بتاتے ہیں وجوب تاکد جماعت کی تصریح فرماتے ہیں **کما لایخفی علی من تتبع کلمات القوم وقد علمت الخلف والوفاق** (جیسا کہ ہراس شخص پر واضح ہے جوفقہاء کی عبارات سے آگاہ ہےاور تواس میں اختلاف واتفاق کو جانتا ہے۔ت) اور وجوب وتاکد کا کراہت سے اجتماع بمعنی نہی عن الفعل یاندب ترک بعد حصول المتاکد یقینا محال اگرچہ بمعنی المطلوب **المطلوب الدفع قبل الحصول و مطلوب الفعل بعد الحصول** ممکن اور شک نہیں کہ یہاں اجتماع ہوگا توبمعنی اول **فاعرف وافھم ان کنت تفھم بالیقین** (اسے پہچان کراچھی طرح سمجھ لے اگر توفیق کو پانے والا ہے۔ت) وہ حکم اجماعی ایسی ہی جماعت کا ہے جوثانیہ کوشامل نہیں ورنہ قول مشہور نہ صرف مہجور بلکہ قول بالمحال اور معاذاللہ

عــہ **قلت وروایۃ عن محمد کما فی البحر والمجتبی والحلیۃ وغیرھا** ۱۲منہ (م)	میں کہتاہوں امام محمد سے بھی ایک روایت یہی ہے جیسا کہ بحر، مجتبٰی، حلیہ اور دیگر کتب میں ہے ۱۲منہ (م)

---

[85] ردالمحتار مطلب فی کراہت تکرار الجماعۃ فی المسجد مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۲۹۱

قانون عقل وتمیز سے دور ہوگا وای شناعۃ اشنع من ذلك (یعنی اس سے بڑھ کر بد بختی کیا ہوگی۔ت)

خامسًا: ایک بدیہی بات، سنیت کاہے سے ثابت ہوتی ہے مواظبت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مطلقًا یا مع الترک احیانًا اور وجوب کو کیا چاہیے، انکار اعلی الترک بھی یا صرف مواظبت دائمہ، اب دیکھ لیا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کس جماعت پر مواظبت فرمائی اور کس کے ترک پر نکیر آئی، ظاہر ہے کہ وہ جماعت اولٰی ہی تھی تو وجوب یا استنان موکد اسی کا حکم ہے نہ مطلق ثانیہ کا۔

تنبیہ: احکام افراد جانب مطلق سرایت کرتے شبہہ نہیں مگر وہ مطلق مطلق منطقی ہے جس کے تحقق کو تحقق فرد واحد اور اس پر صدق کا حکم کو صدق علی فرد ولو علی خلاف سائر الافراد کافی، ولہذا بتضاد احکام افراد مورد احکام متضاد ہوتا ہے بایں معنی مطلق جماعت بیشک فرض واجب سنت مستحب مباح مکروہ حرام سب کچھ ہے کہ جماعت ظہر فی المصر یوم الجمعہ وغیرہ سب کو شامل، اس معنی پر حکم فرد کی مطلق سے نفی دوبار قول بالمتناقضین ہے لثبوته ونفيه كليهما ^{عــه} والمطلق كليهما (ثبوت نفی دونوں میں اور دونوں کے دونوں مطلق میں۔ت) کلام اس میں نہیں مطلق اصولی یعنی فرد شائع یا ماہیت متقررہ فی ای فرد یُراد میں کلام ہے اس کی طرف احکام خاصہ فرد دُون فردٍ ہر گز ساری نہیں ہوسکتے اور جو حکم اس کے لئے ثابت وہ ہر فرد کو ثابت مالم يمنع مانع (جب تک کوئی مانع نہ پایا جائے۔ت) یہ نکتہ ضروری الحفظ ہے کہ اس سے غفلت باعث غلط وشطط ہوتی ہے

وقد حققه تاج المحققين خاتمة المدققين سيدنا الوالد قدس سره الماجد فى كتابه المسماة"اصول الرشاد لقمع مبانى الفساد"والله الهادى الى سبيل السداد۔	تاج المحققین خاتمۃ المدققین ہمارے سردار والد گرامی قدس سرہ، نے اس کی تحقیق اپنی کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں کی ہے اور اللہ تعالٰی ہی سیدھے راہ کی ہدایت دینے والا ہے(ت)

عــه لانه ان اثبت للفرد فقد اثبت للمطلق بحكم السراية لكنه اثبت للفرد فاثبت للمطلق وقد نفى عنه لكنه لم يثبت للمطلق فلم يثبت للفرد وقد اثبت له منه (م)	اس لئے کہ اگر کسی فرد کے لئے ثابت کیا تو وہ حکم سرایت کی وجہ سے مطلق کے لئے بھی ثابت ہوجاتا ہے لیکن جب اس نے فرد کے لئے ثابت کیا تو گویا مطلق کے لئے بھی ثابت کردیا حالانکہ اس نے اس سے نفی کردی لیکن جب مطلق کے لئے ثبوت نہیں تو فرد کے لئے بھی ثابت نہیں حالانکہ اس نے مطلق کے لئے ثابت کیا ہے ۱۲(ت)

بالجملہ نہ جماعت اولیٰ پر ترجیح تجدّد وجہ صحت رکھتی ہے نہ حکم وجوب وتاکد جماعت اولی سے متعدی ہے نہ باعتماد ثانیہ ترک اولیٰ کی اجازت ہوسکتی ہے نہ ہر گز اولیٰ وثانیہ کا ثواب مساوی ہے بلکہ باعتماد ثانیہ تفویت اولیٰ گناہ قطعی اجماعی ہے، ہاں مسجد اگر مسجد شارع ہو یعنی اس کے لئے کوئی جماعت معلوم معین نہیں جیسے بازاروں کی مسجدیں کہ کسی خاص محلّہ و گروہ سے مختص نہیں کچھ راہ گیر آئے پڑھ گئے کچھ پھر آئے وہ پڑھ گئے، یوں ہی متفرق گروہ آتے اور پڑھتے جاتے ہیں تو وہاں اس قول کی گنجائش ہے کہ ایسی مساجد کی ہر جماعت جماعت اولیٰ ہے،

فان الاولی الناھیة عن الثانیة مطلقا او بشرطه ھی مافعلها اهل المسجد باذان جهر واقامة حتی لو ان مسجدا من مساجد الحی اتاه قوم من غیر اهله فاذنوا واقاموا وصلوا جماعة کان لاهله ان یصلوا جماعة من دون حاجة الی العدول عن المحراب لان الحق لهم فلایبطل بفعل غیرهم کمانصوا علیه، ومساجد الشوارع لااهل لها معینا فلایتحقق فیها الاولی بالمعنی المذکور بل الکل اولی اذلیس بعض من بعض باولی۔	کیونکہ پہلی جماعت دوسری جماعت سے ہر حال میں روکنے والی ہے یا اس شرط کے ساتھ کہ پہلی جماعت اہل محلّہ نے بلند اذان واقامت کے ساتھ ادا کی ہو حتی کہ اگر غیر محلّہ کے لوگ کسی محلّہ کی مسجد میں آئے اور انہوں نے اذان دی اقامت کہی اور جماعت کروائی تو اب اہل محلّہ محراب تبدیل کئے بغیر جماعت کروانے کا حق رکھتے ہیں کیونکہ جماعت کرنے کا حق ان کا ہے تو غیر کی جماعت کی وجہ سے ان کا حق باطل نہیں ہوسکتا جیسا فقہا نے اس کی تصریح کی ہے اور راستے کی مساجد میں کوئی عملی جماعت متعین نہیں ہوتی للذا باعتبار معنی مذکور کے ایسی مساجد کی کوئی ایک جماعت اولیٰ نہ ہوگی بلکہ ہر ایک اولیٰ ہوگی کیونکہ وہاں بعض بعض سے اَولیٰ نہیں ہوتے۔ (ت)

وللذا ہر گروہ کہ آتا جائے اپنی اپنی جدا اذان واقامت سے جماعت کرے

کمافی ردالمحتار عن خزائن الاسرار عن امالی الامام قاضی خاں وفی خانیته مسجد لیس له مؤذن وامام معلوم ویصلی الناس فیه فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان واقامة	جیسا کہ ردالمحتار میں خزائن الاسرار سے امالی قاضیخاں سے اور انہی کے فتاوی خانیہ کے حوالے سے ہے ہر وہ مسجد جہاں کوئی مؤذن وامام مقرر نہ ہو وہاں لوگ مسجد میں گروہ در گروہ نماز ادا کریں کیونکہ افضل یہ ہے کہ ہر گروہ اذان واقامت کے ساتھ

علی حدۃ[86] وفی الشامیۃ عن المنبع اما مسجد الشارع فالناس فیہ سواء لااختصاص لہ بفریق دون فریق[87] ھ۔	الگ الگ نماز پڑھے اھ۔اور فتاوٰی شامی میں منبع سے ہے رہا معاملہ مسجد شارع کا تو اس میں تمام لوگ برابر ہوتے ہیں اس میں کسی ایک فریق کو تخصیص حاصل نہیں ہے اھ (ت)

الحمدللہ کلام اپنے ذروہ اقصٰی کو پہنچا اور حکم مسائل نے غایت انجلا پایا ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق (تحقیق کا تقاضا یہی تھا اور اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے۔ت) روشن رہے کہ فقیر غفراللہ تعالٰی لہ، کو کسی کے کلام پر اخذ مقصود نہیں بلکہ صرف اظہار حق واداۓ واجب اکد واحق کے بعد سوال اعانت جواب وابانت صواب اہم واجبات شرعیہ سے ہے جس پر ہم سے حضور پر نور خاتم النّبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عہد واثق لیا۔

اللھم اجعلنا من المفلحین وبعھد نبیك من الموفین علیہ وعلٰی اٰلہ الصلوۃ والتسلیم ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔	اے اللہ! ہمیں کامیاب ہونے والوں میں سے کردے اوا پنے نبی علیہ وعلٰی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ عہد ایفاء کرنے والا بنادے۔ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول فرما بیشک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے (ت)

الحمدللہ کہ یہ ضروری وموجز جواب کاشف صواب فرصت اختلاصی کے چند متفرق جلسوں میں ۲۴صفر ۱۳۱۲ہجریہ روز جان افروز دوشنبہ کو وقت اشراق مہر مشرق سماۓ ختام وبلحاظ تاریخ بدء وختم القلادۃ المرصعۃ فی نحر الاجوبۃ الاربعۃ اس کا پورا نام ہوا واٰخر دعوٰنا ان الحمدللہ ربّ العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔

---

[86] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۴۰۸، فتاوٰی قاضی خاں فصل فی المسجد مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۶/۳۲

[87] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۴۰۹